مسلسل اشاعت کے پچاس سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

611 / شوال ۱۴۳۷ھ جولائی ۲۰۱۶ء

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ: مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ **الحق** اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---------- 51
شمارہ نمبر ----- 10
شوال ----- ۱۴۳۷ھ
جولائی ----- 2016

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: کیا حقانیہ حکومتی فنڈ لینے والا پہلا مدرسہ ہے؟ ---------- راشد الحق سمیع ۲
- دارالعلوم کی امداد پر سابق صدر زرداری اور وفاقی وزیر اطلاعات کے بیان پر تبصرہ ----- ادارہ ۷
- جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور قراردادیں ---------- ادارہ ۹
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ----- مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی ۱۱
- محبت الٰہی اور خوف خدا ---------- حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۳
- علم اصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفات و تصنیفات ---------- مولانا نور محمد ثاقب حقانی ۲۸
- مغربی استعمار کا فکری و ثقافتی تسلط ---------- حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۳۷
- اردگان کو ''ہٹلر'' بنانے کی مہم اور ''انقلابی ہولوکاسٹ'' ---------- جناب محمد عاصم حفیظ ۴۱
- تخت پاکستان کی کہانی حالات کی زبانی ---------- ڈاکٹر قاری محمد طاہر ۴۳
- دارالعلوم حقانیہ اور افغان جہاد؟ صحافتی بددیانتی کا نادر نمونہ ---------- مولانا محمد ایوب ڈیروی ۴۷
- عمران خان دشمنی میں جھوٹ تو مت بیچ ---------- جناب انصار عباسی ۵۳
- جناب زرداری اور دارالعلوم حقانیہ ---------- جناب نوید مسعود ہاشمی ۵۶
- دارالعلوم کے شب و روز ---------- مولانا حامد الحق حقانی ۵۹
- تعارف و تبصرہ کتب ---------- مولانا اسرار ابن مدنی ۶۲

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ مطبع: منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز

راشد الحق سمیع

کیا حقانیہ حکومتی فنڈ لینے والا پہلا مدرسہ ہے؟

دارالعلوم حقانیہ کیلئے صوبائی حکومت کی فنڈنگ کے حوالے سے ان دنوں پوری دنیا میں گرما گرم بحث اور غلیظ ترین پروپیگنڈہ اپنے عروج پر ہے۔خصوصاً الیکٹرانک اور سوشل میڈیا میں یکطرفہ طوفان مچا ہوا ہے لیکن افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے دینی و مذہبی حلقے کے سوشل میڈیا گروپس (فیس بک، ٹویٹر، واٹس اپ) بھی بغیر کسی تحقیق اور سوچ سمجھ کے اغیار کی لگائی ہوئی آگ کو بھڑکا رہے ہیں، جو کہ نہایت قابل افسوس امر ہے۔

بعض اہل علم حضرات نے بھی دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے متعلق ایسی عامیانہ زبان اور گھٹیا الزامات عائد کئے ہیں جو کم از کم اہل علم و دانش کو زیب نہیں دیتا۔ یہاں دارالعلوم کی صوبائی حکومت کی امداد پر اعتراضات اور الزامات عائد کرنے والے حضرات کے سامنے چند گزارشات اور دارالعلوم دیوبند جو ہم سب کا علمی و روحانی قبلہ و مرکز ہے ،حکومتی امداد کے حوالے سے اس کا موقف اور کردار کیا رہا ہے؟ اور دیگر مدارس و مذہبی جماعتوں نے کیا اس سے قبل حکومتوں کی گرانٹ اور دیگر مراعات حاصل نہیں کیں؟ اس پر ایک مختصر سا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے۔امید ہے دارالعلوم حقانیہ کی امداد پر معترض اور انگلی اٹھانے والے افراد تعصب ونفرت کی عینک اتار کر ٹھنڈے دماغ سے غور وفکر فرمائیں گے کہ یہ کوئی جائز وناجائز اور حلال وحرام کا مسئلہ نہیں بلکہ اداروں کی ضرورت اور پالیسی پر مبنی ہے۔

(الف) اس ضمن میں قاسم العلوم بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے اصول ہشتگانہ کا ذکر بڑے زور وشور سے دینی حلقے اٹھا رہے ہیں کہ مسلک دیوبند سے وابستہ مدارس حکومتی امداد قبول نہ کریں کیونکہ یہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے اصول ہشت گانہ کے خلاف ہے۔عرض یہ ہے کہ بانی دارالعلوم دیوبند کے پوتے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، مہتمم دارالعلوم دیوبند اور ان کے

والد ماجد حضرت مولانا حافظ محمد احمدؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے اصولی موقف (اصول ہشت گانہ) کو کن وجوہات اور کن مصالح کے تحت مختلف حکومتوں اور ہندوستان میں قائم خودمختار ریاستوں سے بھاری بھرکم امداد اور چندے آخر کیوں وصول کیے؟

مثال کے طور پر حضرت مولانا قاری طیب صاحب کا 1359ھ میں سفر افغانستان جس میں وہاں کے علما اور دانشوروں کے علاوہ افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ اور وزیر اعظم سے ملاقاتیں ہوئیں، اور اسی سفر میں دارالعلوم دیوبند میں قائم "باب الظاہر" کی تعمیر کے لئے پچاس ہزار افغانی روپے اس وقت کی بھاری بھرکم گرانٹ مولانا قاری طیب نے بطیب خاطر خوشی کے ساتھ قبول کر کے اس سے دارالعلوم دیوبند میں عظیم الشان سہ منزلہ عمارت "باب الظاہر" جس میں بڑی بڑی درسگاہیں متعدد کمرے وغیرہ ہیں، کی تعمیر کی، پھر بعد میں سفر ہندوستان کے موقع پر ظاہر شاہ نے اس کا دورہ بھی کیا اور اس امداد پر ان کے اعزاز میں تعریفی نظمیں اور خراج تحسین پیش کیا گیا۔(بحوالہ تاریخ دارالعلوم دیوبند: مصنف سید محبوب رضوی ص:۴۰۰)

اسی طرح سعودی بادشاہ شاہ سعود نے 1373ھ میں اپنی حکومت کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کو پچیس ہزار کی خطیر گرانٹ فراہم کی اور اتفاق سے پھر اسی سال دارالعلوم دیوبند کا دورہ بھی کیا۔

(بحوالہ تاریخ دارالعلوم دیوبند: مصنف سید محبوب رضوی ص:388)

اسی طرح 1305ھ میں ریاست حیدرآباد دکن کے صدر اعظم نواب سر آسمان جاہ نے دولت آصفیہ کی جانب سے سو روپیہ ماہانہ مقرر کیا جو بعد میں وقتاً فوقتاً سو سے پانچ سو اور پھر ایک ہزار تک پہنچ گیا، حافظ محمد احمد صاحبؒ، مہتمم دارالعلوم دیوبند کی مساعی سے یہ سلسلہ سقوط حیدرآباد دکن تک جاری وساری رہا۔ اس حکومتی ماہانہ امداد کے علاوہ ریاست حیدرآباد دکن کی طرف سے تین ہزار روپے برائے تعمیرات بھی الگ سے دی گئیں۔(بحوالہ تاریخ دارالعلوم دیوبند: مصنف سید محبوب رضوی ص۴۰۰)

چوتھی مثال ریاست بھوپال کی ہے جس میں دارالعلوم دیوبند کو امداد دو سو سے بڑھتے بڑھتے تین ہزار تک پہنچ گئی۔ اس کے علاوہ بھی کئی ریاستوں اور حکومتوں کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کو وقتاً فوقتاً مختلف ہدیہ، عطیے اور کتابوں کے تحائف وغیرہ ملتے رہے۔

دارالعلوم دیوبند کی تعمیرات کے لئے مختص بھاری بھرکم حکومتی امدادوں کے علاوہ روزمرہ کے اخراجات جیسے طلبا کے کھانے پینے، اساتذہ کی تنخواہوں بلکہ مدرسہ کے جملہ مصارف میں بھی یہ چندے اور امدادیں کئی دہائیوں تک مسلسل استعمال ہوتی رہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی جرم نہیں تھا، بلکہ ادارہ کی

ضرورت وہاں کے ارباب اہتمام بخوبی جانتے تھے۔

اب اگر عرصہ دراز کے بعد (بقول حکیم الاسلام مولانا قاری طیب صاحب کے) دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کے حقانیہ ہائی سکول کی ڈگری کالج تک اَپ گریڈیشن اوراس کے لئے بلڈنگ بمع اکیڈمک بلاک، سینی ٹیشن اورواٹر ٹینک کی تعمیر کے سلسلے میں مقامی ایم پی اے کاتعاون قبول کرنے کے سلسلے میں جامعہ کے اساتذہ کرام اورمجلس شوریٰ کے اہم اراکین کی مشاورت سے حامی بھری ہے تو اس امداد پر اصول ہشت گانہ کی خلاف ورزی کا شور مچانا سمجھ سے بالاتر ہے بلکہ یہ امداد کسی نقدی کی صورت میں دارالعلوم کونہیں ملے گی اور نہ ہی صوبائی حکومت دارالعلوم کے کسی بھی فیصلے اور انتظام وانصرام میں مداخلت کرے گی کیونکہ مداخلت اوراثر ورسوخ کا خطرہ وفاقی حکومت سے تو ہوسکتا ہے لیکن صوبائی حکومت نے کوئی پابندی اورپیشگی شرائط نہیں رکھیں بلکہ جدید علوم وفنون کا تقاضا کیا ہے جوالحمدللہ دارالعلوم میں پہلے ہی سے باحسن طریقے سے پڑھائے جارہے ہیں،وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے ساتھ ساتھ دیگر مضامین کومزید موثر اورجدید بنانے کا ارادہ ہے، بلکہ حکومت اپنے متعلقہ محکمے C&W کے ذریعے ٹینڈر کے ذریعے کسی فرم اورکمپنی سے کروائے گی جس کا دارالعلوم کے آمد وخرچ ،طلباء کے قیام وطعام ،اساتذہ ودیگر عملہ کی تنخواہوں سے کوئی تعلق نہیں۔

اب پاکستان کے دیگر دینی جامعات اوردینی قائدین کی طرف ایک نظر ڈالئے ۔مثال کے طور پر کیا ڈیرہ اسماعیل خان کے ’’مدرسہ معارف الشرعیہ‘‘اورجمعیۃ علماء اسلام (ف) کے صوبائی سیکرٹریٹ واقع رنگ روڈ پشاور پر قائم بہت بڑے کمپلیکس ذاتی گھراورمسجد کی تعمیر لیبیا کے کرنل قذافی کے بھاری بھرکم اعلانیہ فخریہ امداد سے نہیں ہوئی ؟اس کے علاوہ ایم ایم اے کے دورحکومت میں وزیراعلیٰ اکرم درانی نے جمعیت ف کے اکثر چھوٹے بڑے مدارس اور جمعیت (ف) کے اہم صوبائی ومرکزی رہنماؤں کو بھاری بھرکم گرانٹس اور ADP کے ترقیاتی پروگراموں میں کروڑوں روپے بغیر کسی میرٹ اورپالیسی کے دیئے ،اس کے ساتھ ساتھ جنوبی اضلاع کے چھوٹے بڑے درجنوں مدارس کوکروڑوں روپوں کے سرکاری فنڈز بھی جماعتی بنیادوں پر جاری کئے گئے ۔(جن کی تفصیلی فہرست تقریباً چارسوصفحات پر مشتمل ہے، اوراسے متعلقہ سرکاری محکموں کے ریکارڈ سے نکال کرایک کتابی صورت میں جمع کردیا گیا ہے کیونکہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی دارالعلوم حقانیہ کی امداد پر مسلسل نکتہ چینی اور وفاق المدارس العربیہ کے متوقع اجلاس میں دارالعلوم حقانیہ کے خلاف ’’مقدمہ‘‘پیش کرنے کاارادہ رکھتے ہیں تو اس کے جواب اوران کی

تسلی کیلئے یہ بھاری بھر کم ریکارڈ مرتب کیا گیا ہے۔اس میں تمام سرکاری ریکارڈ اور تقریباً 380مدارس کی سرکاری امداد کی تمام تر تفصیلات سرکاری ثبوتوں، چیک نمبرز اور متعلقہ ایم این اے، سینیٹرز صوبائی وزراء اور جمعیت (ف) کے اہم مرکزی رہنماؤں کے سفارشی خطوط برائے حکومتی امداد وغیرہ جمع کیے گئے ہیں۔)

ایم ایم اے دور میں جب جمعیت علماء اسلام (س) ابتدائی سالوں میں حکومت کی اتحادی رہی تو دارالعلوم کے ایک فاضل نے دارالعلوم حقانیہ کے ہائی سکول (قائم کردہ ۱۹۳۶ء بدست شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کی سائنس لیبارٹری، سرکاری کتابیں اور اپ گریڈیشن کی کوششیں کیں تو فضلائے حقانیہ کی حکومت نے "ماشاءاللہ" سال بعد جواب میں یہ "نادر عذر" پیش کیا کہ حقانیہ کا ہائی سکول "حکومتی معیار" کا نہیں۔لہٰذا ایم ایم اے دور میں دارالعلوم حقانیہ کو تیس کروڑ تو کیا تیس روپے بھی نہیں دیئے گئے۔اس امتیازی سلوک اور سیاسی اقربا پروری اور "اصول مفاد پرستانہ" کو کیا نام دیا جائے؟

اس طرح کے پی کے کی گزشتہ عوامی نیشنل پارٹی کی حکومت اور اس کا وزیر اعلیٰ امیر حیدر خان ہوتی نے ضلع مردان و ضلع صوابی کے دینی مدارس، ائمہ مساجد اور حجروں کی تعمیر و ترقی کیلئے ایک ارب پینتیس کروڑ روپے کی خطیر رقم تقسیم کی۔ان سرکاری امداد لینے والوں میں حسب سابق جمعیت علماء اسلام (ف) کے اکثریتی مدارس، ائمہ کرام اور علماء سرفہرست ہیں اور حکومتی گرانٹ برائے دینی مدارس مردان کا ایشو اور تفصیلات سارے صوبے کے عوام کو معلوم ہے۔ایک طرف قوم پرست، سیکولر، جہاد دشمن، دین بیزار اے این پی کے ساتھ نظریاتی اور سیاسی اختلاف، یہاں تک کہ بوقت ضرورت غدارِ وطن اور غدارِ اسلام بھی انہیں انتخابات میں قرار دیا جاتا ہے، لیکن حکومتی امداد کیلئے سارے اختلافات، نظریات اور تکلفات پھر بالائے طاق کیوں؟ اسی طرح صوبائی اسمبلی میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے برادر مولانا لطف الرحمٰن (اپوزیشن لیڈر صوبائی اسمبلی) اس بات پر مسلسل ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں کہ دارالعلوم حقانیہ کے لئے تیس کروڑ روپے آخر کیوں؟ اس امداد کو واپس لے کر دیگر مدارس پر بھی برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے۔تعجب ہے کہ بقول جمعیت (ف) کے کہ عمران خان کی یہودنواز اور مغربی این جی اوز زدہ حکومت ہے تو اس "غیر شرعی حکومت" سے مدارس کیلئے امداد طلب کرنا کہاں کی دانشمندی اور کہاں کی سیاسی غیرت ہے؟

اب آیئے! پنجاب کی طرف جہاں کے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف نے مختلف دینی جامعات میں کروڑوں روپوں کے لیپ ٹاپ حکومتی اسکیم کے ذریعے تقسیم کئے، مختلف مدارس میں، انگلش اور کمپیوٹر

اکیڈمیز کے نام سے فنڈ زدیئے، ایمبولینسیں اور دیگر مراعات بھی دی گئیں ہیں۔اس کے علاوہ پرویز الٰہی اورمیاں نواز شریف (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب) نے اپنے اپنے ادوار میں دینی مدارس کے لئے مختلف علماء کو لاہور کے قیمتی ترین علاقوں میں سرکاری پلاٹ بھی الاٹ کئے۔ملتان میں یوسف رضا گیلانی (سابق وزیر اعظم) نے بھی کروڑوں روپوں کے قیمتی پلاٹ الاٹ کئے تو اس طویل پس منظر میں کے پی کے کی صوبائی حکومت کی امداد دارالعلوم حقانیہ کے لئے آخر کیوں حرام اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی لیپ ٹاپ اسکیم، اور بلوچستان حکومت کی وہاں کے اکثر مدارس اور علماء کیلئے مختص کروڑوں حکومتی امداد وغیرہ وغیرہ عین حلال؟؟

اس طرح پنجاب گورنمنٹ نے مختلف مدارس کے ارباب اہتمام کو حکومتی اداروں کی سربراہی تنخواہیں، گاڑیاں، پولیس پروٹوکول اور ٹی اے ڈی اے اور دیگر حکومتی مراعات دی ہوئی ہیں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟؟ ضیاء حکومت کے جاری شدہ زکوۃ کے نظام سے کئی مدارس خفیہ اور اعلانیہ کئی برس سے مستفید ہورہے ہیں، اس عرصہ دراز سے جاری استفادے کو کیوں ہدف تنقید نہیں بنایا جارہا؟ اور ان مدارس کے نام کیوں نہیں اچھالے جارہے؟ محض اس لئے کہ سیاسی طور پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا موقف الگ ہے، اور شاید اس لئے بھی کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اوراس کے ارباب اہتمام اسی قافلہ حق کے ساتھ اب تک رواں دواں ہیں، جس میں ایک وقت میں بڑا ہجوم تھا لیکن زمانے کی نئی چال اور حالات اور مصالح کی نزاکتوں کے باعث سب ایک ایک کرکے اس قافلہ حریت کو تنہا چھوڑ گئے۔

اگر مضمون میں کوئی تلخ بات یا چبھتا ہوا جملہ محسوس ہوا ہو تو اس پر پیشگی معذرت مگر چونکہ حقائق تلخ ہوتے ہیں اور یہاں مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کی عزت اور حرمت کا مسئلہ تھا اسی لئے ہوسکتا ہے کہ قلم نے کمان کا کام دیا ہو۔امید ہے دارالعلوم پر تبرا کرنے والے حضرات اپنے موقف پر دوبارہ نظر ثانی فرمائیں گے۔

جو تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

ادارہ

دارالعلوم حقانیہ کی امداد پر سابق صدر زرداری اور وفاقی وزیر اطلاعات کے بیان پر تبصرہ

دارالعلوم حقانیہ کے حوالے سے صوبائی حکومت کی امداد پر سیکولر اور لبرل حضرات نے آسمان سر پر اٹھا لیا نگران کے ساتھ سابق صدر آصف علی زرداری اور وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید نے بھی ہرزہ سرائی کی اور دارالعلوم حقانیہ کی طویل علمی، اصلاحی اور پرامن جدوجہد پر انگلیاں اٹھائیں تو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے میڈیا میں تمام حضرات کا منہ توڑ جواب دیا جس کا خلاصہ شامل اشاعت ہے۔(ادارہ)

---

۲۹ جون (اکوڑہ خٹک) دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اور جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کو مجوزہ تیس کروڑ امداد پر طوفان برپا کرنے والے اس حقیقت کو بھول چکے ہیں کہ ہم تقریباً چالیس سالہ پارلیمانی زندگی میں اس حلقہ میں کروڑوں روپے نہیں بلکہ اربوں روپے ترقیاتی کاموں پر خرچ کر چکے ہیں، مولانا سمیع الحق صاحب یہاں اپنی رہائش گاہ پر آئے ہوئے بعض وفود سے بات چیت کر رہے تھے، مولانا مدظلہ نے کہا کہ حقیقت سے بے خبر لوگ ایسا سمجھ رہے ہیں کہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کی منتظمین کسی خلا سے پیراشوٹ کے ذریعہ سے اتر آئے ہیں اور ان کا کام ہی دہشت گردی ہے۔مولانا سمیع الحق مدظلہ نے کہا کہ میرے والد ماجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم اپنے وقت کے نہایت بااثر سیاسی اور سرکاری شخصیات کو قومی اسمبلی کے انتخابات میں تین دفعہ شکست دے کر ہیٹ ٹرک بنا چکے ہیں۔۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۸ء اپنی وفات تک اٹھارہ سال اس سینکڑوں دیہات پر مشتمل حلقہ قومی اسمبلی این اے 5-6 کے ترقیاتی اور فلاحی سکیموں پر اپنا فنڈ خرچ کرتے رہے۔ 1985ء میں میں سینٹ کا ممبر منتخب ہوا اور 2008ء تک مسلسل تیئس سال ہیٹ ٹرک بناتے ہوئے سینٹ میں رہا، اسی طرح 2003ء کے انتخابات میں میرا بیٹا

مولانا حامد الحق حقانی جنرل نصیر اللہ بابر جیسے طاقتور شخصیت کو شکست دے کر ایم این اے منتخب ہوا اور پانچ سال ممبر رہا، تین نسلوں کی یہ مجموعی پارلیمانی مدت تقریباً چالیس سال بنتی ہے، جس میں تینوں کے پارلیمانی ترقیاتی فنڈ کروڑوں سے متجاوز ہوئے ہیں، اگر ہم چاہتے تو یہ فنڈ دارالعلوم کے بنیادی ضروریات اور تعمیرات میں خرچ کرسکتے تھے، جو طلبہ کے بنیادی ضروریات کو صدقات، زکوٰۃ کے قلیل امداد سے پورے ہوتے رہے، مگر ہم نے ضلع پشاور اور نوشہرہ میں کئی نئے سکولز قائم کئے، درجنوں سکولوں کو اپ گریڈ کیا اور اکثر سکولوں میں عمارتی توسیع کروائی، پس ماندہ علاقہ نظام پور میں پہلی بار مولانا عبدالحق کے نام سے ڈگری کالج قائم کرایا، سینکڑوں سکولوں کو بجلی اور پنکھے فراہم کئے، اکثر دور افتادہ علاقوں میں ٹرانسفر لگوائے، سڑکوں کی مرمت کا جال بچھایا، رسالپور چھاؤنی، نوشہرہ کلاں امان گڑھ جبی چراٹ، اکبر پورہ علاقہ خوڑہ نظام پور میں ترقیاتی کاموں کو جال بچھایا۔ آج اگر اسی علاقہ کے ایک ایم پی اے نے جامعہ حقانیہ کے ہاں سیکنڈری سکول کو ڈگری کالج بنانے، بوسیدہ اور تنگ کلاسوں کی جدید عمارت کی توسیع، لیبارٹریز اور آبنوشی، آب رسائی کی سکیموں کے لئے تیس کروڑ رقم بھی مختص کئے جو درحقیقت اونٹ کے منہ میں زیرہ ہے۔ دارالعلوم کو دہشت گردی سے جوڑنے والے یہ نہیں جانتے کہ یہ واحد ادارہ ہے جس کے مہتمم اور منتظمین تقریباً نصف صدی سے ملک میں ترویج شریعت اور فلاحی کاموں کیلئے پرامن پارلیمانی جمہوری جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں، انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اربوں روپے خرچ کرنے والے خاندان کے ادارہ سے موجودہ حکومتیں اربوں روپوں کا تعاون کریں تو اس کا حق ادا نہیں ہوسکے گا، مولانا مدظلہ نے سابق صدر آصف زرداری کے ریمارکس پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہوئے کہا کہ اگر ان لوگوں نے دوبارہ لب کشائی کی تو بعض سربستہ رازوں کے پردہ ہٹنے سے انہیں اپنے مغربی آقاؤں کی سرپرستی سے بھی محروم ہونا پڑ جائے گا۔ جہاں تک مدارس دینیہ کو جہالت کی فیکٹریاں کہنے والے جاہل مطلق وزیر اطلاعات کا تعلق ہے اس کیلئے ۷۷ء کے انتخابات میں اپنے وقت کے ولی کامل مولانا عبدالحق کے الیکشن میں شرمناک کردار سے پردہ ہٹانا کافی ہوگا جو تاریخ کا ایک حصہ اور وزیر موصوف کے کردار پر نہ مٹنے والا دھبہ بن جائے گا۔

ادارہ

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور قراردادیں

۹ راگست ۲۰۱۶ء کو دارالعلوم حقانیہ میں جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں چاروں صوبوں سے اراکین مجلس شوریٰ نے شرکت کی اور ملکی اور بین الاقوامی بدلتی سیاسی صورتحال بدامنی، مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ سمیت دیگر کئی اہم مسائل زیر بحث آئے ذیل میں اجلاس کی کاروائی اور قراردادیں نذر قارئین ہیں.........(ادارہ)

---

۹ راگست (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا، چاروں صوبوں سے اراکین شوریٰ نے شرکت کی، اجلاس میں ملکی اور بین الاقوامی دینی وسیاسی صورت حال پر غور کیا گیا، اراکین نے اظہار خیال کیا اور اپنی تجاویز پیش کیں۔شرکاء اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کوئٹہ میں ہونے والی دہشت گردی کی شدید الفاظ میں مذمت اور شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی نے پورے خطے کے امن کو تباہ و برباد کر رکھا ہے ،سول حکومت اور عسکری ادارے اس میں غیر ملکی قوتوں بالخصوص بھارت کو ملوث قرار دے رہی ہیں یہ تشویشناک ہے، اقتصادی راہداری کو ناکام بنانے کی غیرملکی سازشوں کو ناکام بنانے کیلئے حکومت اور افواج پاکستان کو ملکی سالمیت اور دفاع کے لئے بڑا فیصلہ کرنا ہوگا۔انہوں نے کہا کہ افغان مہاجرین کو پاکستان سے افغانستان منتقل کرنے کے سلسلہ میں نواز لیگ حکومت کی پالیسی انتہائی ناعاقبت اندیشانہ ہے اور پولیس آفیسران کا انداز مہاجرین کے لئے جارحانہ اور توہین آمیز ہے،اس سے ملک کو اقتصادی اعتبار سے ناقابل برداشت نقصان کا شکار ہوگا، اور امن کے اعتبار سے بھی انتہائی مشکل حالات پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ جمعیت مہاجرین کی باعزت اور فوری واپسی کی حامی ہے لیکن اس سلسلہ میں پاکستان، افغان حکومتوں کے درمیان معاہدہ کی پاسداری کی جائے۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ارکان شوریٰ کو سیاسی اعتبار سے جمعیت کی تنظیم سازی اور محب وطن اور ہم خیال سیاسی جماعتوں کے ساتھ روابط بڑھانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ملک کے مسائل محب وطن سیاسی جماعتوں کے اتحاد سے ہی حل ہوسکتے ہیں، موجودہ نظام بری طرح ناکام ہوچکا ہے۔ملک و قوم کو اس وقت بے پناہ چیلنج درپیش ہیں ان چیلنجز کا مقابلہ قومی اتحاد کے ساتھ ہی ہوسکتا ہے۔حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ملک میں بگڑتی ہوئی امن وامان کی صورت حال اور حکمرانوں کی کرپشن پر سخت تنقید کرتے ہوئے کارکنان جمعیت سے کہا کہ ملک وقوم کے وسیع تر مفاد کے لئے جرأتمندانہ کردار ادا کریں اور موجودہ حکمرانوں سے قوم و ملک

کی جان چھڑانے کے لئے میدان میں آئیں ۔انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام ہی اپنے نصب العین کی بنیاد پر قوم وملک کا مقدر تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے جب تک اس ملک میں اللہ کا نظام قائم نہ ہوگا، مسائل میں دن بدن اضافہ ہوتا رہے گا ۔اجلاس میں سیاسی جماعتوں سے رابطہ کرنے کے لئے مرکزی مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر ایک کمیٹی بنائی گئی، کمیٹی کے ارکان یہ ہوں گے ،مولانا عبدالرؤف فاروقی ،مولانا حامدالحق حقانی ،مولانا شاہ عبدالعزیز، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا حافظ احمد علی،مولانا خالد محمود اظہر، مولانا پیرسید لیاقت علی شاہ ،مولانا عبدالقیوم میرزئی ۔اسی طرح جماعت کو منظم اور فعال بنانے کے لئے مولانا عبدالرؤف فاروقی ،مولانا عبدالخالق ہزاروی اورمولانا سید محمد یوسف شاہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی۔

اجلاس کی قراردادیں

☆ سانحہ کوئٹہ..... دہشت گردی کی مذمت ..... شہداء کے خاندانوں کے ساتھ ہمدردی، مرحومین کے لئے دعائے مغفرت ،اسی طرح جمعیت کے جو بزرگ وفات پا گئے مولانا حسین احمد مروانی، ظہیرالدین بابر کے والد مرحوم، فیصل آباد کے حاجی فضل صاحب اوردیگر کیلئے دعائے مغفرت کی گئی۔ بیماروں کے لئے دعا قائد جمعیت کے معاون خصوصی مولانا سید احمد شاہ، شیخ الحدیث مفتی حمید اللہ جان ،قاری فقیر محمد ہزاروی، مولانا یوسف شاہ کی والدہ، مولانا محمد اسرائیل کی والدہ کیلئے دعائے صحت کی گئی۔

☆ افغان مہاجرین کو پاکستان سے نکالنے والے باہمی معاہدہ کی پابندی کی جائے اورجبری واپسی کے سلسلہ میں پکڑ دھکڑ کو روک دیا جائے، پولیس کا رویہ اس سلسلہ میں نہایت نامناسب ہے، ایسے اقدامات سے افغانی عوام کیساتھ کئے گئے پاکستان کی قربانیوں پر پانی پھر جائیگا اورلازوال محبت کا رشتہ نفرت سے تبدیل ہوجائے گا۔

☆ دارالعلوم حقانیہ کے خلاف صوبائی حکومت کے مالی امداد کی آڑ میں طعن وتشنیع اوراس کے حوالہ سے قائد جمعیت اور جمعیت کی کردار کشی کی مذمت اوردارالعلوم و جمعیت کے دفاع کا عزم کیا گیا۔

☆ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی آئے دن کرپشن اور بددیانتی کی خبروں سے دنیابھر میں ملک کی رسوائی ہورہی ہے، نیب، سپریم کورٹ اوردیگر متعلقہ ادارے بے لاگ اورشفاف احتساب کو یقینی بنایا جائے۔

☆ بیگناہ دینی کارکنوں ،ائمہ ومدرسین کی گرفتاریوں اورماورائے عدالت سزاؤں کا سلسلہ بند کیا جائے۔

☆ جمعیت کی شوریٰ نے ملک میں قتل وغارتگری کی بڑھتی ہوئی وارداتوں بالخصوص بچوں کے اغواءاورعورتوں کو بیدردی کے ساتھ قتل کے واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے صوبائی حکومتوں اور پولیس کے اداروں سے مطالبہ کیا کہ بچوں کے اغوا کاروں اور بے گناہوں کے قتل میں ملوث درندوں کو کیفر کردار پر پہنچایا جائے اورانہیں سخت ترین سزائیں دیکر عبرت کا نشانہ بنایا جائے۔ایک قرارداد میں ترکی کے عوام کو فوجی بغاوت کے راستے میں رکاوٹ بننے پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔آمریت کا مقابلہ کرکے فوجی بغاوت کو ناکام بنانے پر وہ اسلامی برادری کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

(قسط ۳۸) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۷۹۔۱۹۷۸ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے ۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی تجزیہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

بلدیہ ٹاؤن میں مولانا حسین احمد حقانی کے ہاں جمعہ کا خطاب

۱۹رجنوری ۷۸ء: جمعہ کا دن تھا، مولانا حسین احمد صاحب حقانی (جو دارالعلوم کے نہایت سرگرم اور مخلص فضلاء میں سے ہیں جو دینی سیاسی وملی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے ہیں اور مستقل طور پر حضرت کی خدمت میں حاضر رہے) کی دعوت پر میں نے جمعہ کی نماز بلدیہ ٹاؤن سوات کالونی کی مسجد رحمانی میں پڑھائی اور گھنٹہ سو گھنٹہ خطاب ہوا۔

قاضی حسین احمد کی آمد اور اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں اکھٹے کام کا آغاز

۲۹ راگست ۱۹۷۸ء: جنرل سیکرٹری جماعت اسلامی قاضی حسین احمد صاحب تشریف لائے دفتر الحق میں احقر سے تحریک اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں بات چیت کی ۔ دوسرے دن ۳۰ راگست کو قاضی صاحب موصوف اور احقر نے جامع مسجد دارالعلوم میں بعد از نماز عصر طلبہ و اساتذہ سے تحریک کے سلسلہ میں خطاب

کیا اس موقع پر اتفاق سے قاری سعید الرحمٰن صاحب راولپنڈی اور مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کے فرزند مولانا محمد بنوری (کراچی) بھی تشریف لائے تھے۔

وفاقی وزیر اطلاعات اور وزیر صحت کی دارالعلوم شیخ الحدیث کی زیارت کیلئے آمد

۲۱ اکتوبر: وفاقی وزیر اطلاعات جناب محمود اعظم فاروقی صاحب بعد از مغرب تشریف لائے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے گھر پر ملاقات کی اور کچھ دیر تک ان کے ساتھ رہے۔

۷ا اکتوبر: احقر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی عیادت کیلئے راولپنڈی گیا اور دو دن ان کے ساتھ رہا۔

۱۰ا اکتوبر: وفاقی وزیر صحت جناب میر صبح صادق کھوسو صاحب حضرت شیخ الحدیث کی زیارت کیلئے دارالعلوم تشریف لائے۔ دفتر الحق میں ان کو ضیافت دی گئی۔ گھنٹہ بھر حضرت کے ساتھ رہے اس کے بعد دارالحدیث میں طلبہ اور اساتذہ کے اجتماع سے مختصر خطاب فرمایا اور قومی حکومت کے عزائم اسلام پر روشنی ڈالی اس سے قبل احقر نے وزیر موصوف کا خیر مقدم کیا اور اس اہم منصب کیلئے مولانا مفتی محمود صاحب کے حسن انتخاب کو خراج تحسین پیش کیا۔ جمعیۃ علماء اسلام دارالعلوم کی طرف سے مولوی عنایت اللہ ڈیروی متعلم دارالعلوم نے موصوف کو سپاسنامہ پیش کیا بعد میں وزیر صحت کو میں نے اکوڑہ خٹک، نوشہرہ کلاں اور پیر پیائی کے ہسپتالوں کا بھی معائنہ کرایا۔

پشاور یونیورسٹی کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری

۲۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ کا دن متعلقین دارالعلوم حقانیہ کے لئے خصوصاً اور ملک کے دینی حلقوں کے لئے عموماً خوشی اور اعزاز و افتخار کا دن رہے گا کہ آج پاکستان کے ممتاز ترین تعلیمی مرکز پشاور یونیورسٹی نے دارالعلوم حقانیہ کے بانی و مہتمم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی خدمت میں ان کے شاندار تعلیمی خدمات اور امتیازی کارناموں کے اعتراف کے طور پر ڈاکٹریٹ کی ممتاز ڈگری پیش کی۔ پشاور یونیورسٹی پچھلے سال ڈیڑھ سال سے یہ فیصلہ کر چکی تھی۔ مگر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اپنی طبعی افتاد کی بناء پر یونیورسٹی کی اس خواہش کو ٹالتے رہے مگر اس دفعہ اصرار کی بناء پر آمادہ ہو گئے۔ یہ تقریب یونیورسٹی کے وسیع اور شاندار کانوکیشن ہال میں منعقد ہوئی جو یونیورسٹی کے طلباء وطالبات، ممتاز دانشوروں، سکالروں پروفیسروں اور حکومت کے اہم شعبوں کے سربراہوں اور معزز مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ تقریب کے صدارت صوبائی گورنر لیفٹیننٹ جنرل فضل حق صاحب نے کی جو یونیورسٹی کے چانسلر بھی ہیں۔ رواج کے مطابق حضرت شیخ الحدیث کو گورنر اور سنڈیکیٹ کے ممبران کے ساتھ جلوس کی شکل میں ڈائس پر لانا تھا مگر آپ کی ضعف وعلالت کی بناء پر پہلے ہی سے آپ کو ڈائس پر بٹھا دیا گیا۔ اس موقع پر

حضرت شیخ الحدیث کے علاوہ ایک نامور جرمن مستشرق خاتون ڈاکٹر اینی میری شمل کو بھی ڈگری دی گئی جنہیں مشرقی علوم بالخصوص مولانا رومی اور اقبالیات پر دسترس حاصل ہے۔ڈگری دینے سے قبل پشاور یونیورسٹی کے علم دوست وائس چانسلر اسمٰعیل سیٹھی صاحب نے حضرت شیخ الحدیث کے مختصر مطبوعہ سوانح اور خدمات سے انگریزی میں روشناس کیا اور کہا کہ

''مولانا عبدالحق حقانی نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر اپنے بزرگوں سے حاصل کی ۔اسکے علاوہ موصوف نے مجاہد حاجی صاحب ترنگ زئی سے بھی فیض حاصل کیا۔درس نظامی کی سند دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی ۔پھر بطور مدرس اپنے مستقبل کا آغاز دیوبند سے کیا اور ہزاروں طالب علموں نے وہاں مولانا سے فیض حاصل کیا۔مولانا صاحب نے ۴۷ء میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی بنیاد رکھی انہوں نے بہت سے اسلامی کتابیں لکھی ۔مولانا صاحب سوشل ریفارمر (سماجی مصلح) کی حیثیت سے بھی بہت خوب پہچانے جاتے ہیں مولانا صاحب کی خدمات میں اسلام کی تدوین وترویج معاشرے کی اصلاح اور تعلیمی ترقی بہت نمایاں ہیں ۔مولانا عبدالحق صاحب کی ان گونا گون ناقابل فراموش خدمات کو دیکھتے ہوئے سنڈیکیٹ آف پشاور یونیورسٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ مولانا صاحب DOCTOR OF DIVINTY (ڈکتورالٰہیات)ڈگری پانے کے مستحق شخصیت ہیں''

اس کے بعد صوبائی گورنر لفٹیننٹ جنرل فضل حق صاحب نے مختصر الفاظ میں مولانا عبدالحق صاحب کو خراج تحسین پیش کیا اور مصافحہ کے بعد مولانا کو چاندی کے منقش کیس میں ڈگری پیش کی اور ہال حاضرین کے زبردست تالیوں سے کافی دیر تک گونجتا رہا۔اس کے بعد منتظمین کی خواہش پر مولانا مدظلہٗ نے حسب ذیل مختصر تقریر فرمائی اور دعائیہ کلمات کے بعد گورنر صاحب نے تقریب کے اختتام کا اعلان کیا حضرت شیخ الحدیث کا مختصر خطاب کچھ یوں تھا۔

کلمات تشکر (تقریر)

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسوله الکریم۔محترم بزرگو!میرے پاس الفاظ نہیں کہ چانسلر صاحب وائس چانسلر صاحب،سنڈیکیٹ کے ممبران،اساتذہ،طلبہ اور سب حاضرین کا شکریہ ادا کرسکوں کہ مجھ جیسے ادنیٰ ترین طالب علم کو ایسے اونچی جگہ پر جہاں علماء اور طلباء کا اجتماع ہے اور جو پاکستان کے ممتاز اور عظیم تعلیمی یونیورسٹی ہے حاضر ہونے کا موقع دیا اور ایسے اعزاز سے نوازا۔حضرات!یہ علم کا مرکز ہے ہم اور آپ سب طالب علم ہیں اور علم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فضیلت دی ہے ہم سب کے دادا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تو علم کی وجہ سے،وہ اپنے وقت کے سائنس کے بھی عالم تھے وعلم آدم الاسماء

کلہا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حقائق اور خواص اشیاء کا علم دیا۔ سائنس بھی حقیقتوں کا موجد نہیں ہے مظہر ہے۔ مخفی چیزوں سے پردہ ہٹانا اس کا کام ہے انکشاف ظہور۔ اصل کام تو اللہ تعالیٰ کا ہے جو ہر چیز کے موجد ہیں۔ علماء نے کہا ہے کہ موجودہ زمانے کی سائنس سے قرآن کی تائید ہورہی ہے پہلے جب کہا جاتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج آسمانوں کی طرف گئے تو یہ فلاسفر مذاق اڑاتے تھے مگر جدید سائنس نے ثابت کردیا کہ انسان جب چاند ستاروں، زہرہ اور مریخ تک پہنچ سکتا ہے تو ایک نبی روحانی اور خدائی طاقت کے ذریعہ آسمانوں سے بھی یقیناً اوپر جاسکتا ہے۔ جب کہا جاتا کہ عرش معلی کی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے تو لوگ مذاق اڑاتے کہ مولوی کیسی بات کرتا ہے۔ مگر اب راکٹ میں سوار ہوکر فلکیات کے اونچے مقامات پر چاند پر جانے والے افراد کو زمین سے ہدایات دی جاتی ہیں۔

محترم بزرگو! علم ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی اہمیت وحی تکوینی قرآن مجید سے واضح ہوجاتی ہے کہ اس کا سب سے پہلا لفظ اِقْرَاْ ہے یعنی پڑھ، اللہ تعالیٰ کا نام لیکر پڑھ کر، قرآن مجید میں وحدانیت کا مسئلہ بھی ہے، معاشیات کا مسئلہ بھی ہے اخلاقیات کا مسئلہ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا پہلا فرمان ہے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (العلق: ۱) اور اسی علم کی وجہ سے طالوت کا انتخاب ہوا تو مخالفین نے کہا کہ یہ تو کم تر قبیلے والا ہے اور غریب ہے اس کو خلافت کیسے دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرة:۲٤۷) علم میں اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر حصہ دیا تھا تو معلوم ہوا کہ مدارِ فضیلت اور مدارِ خلافت علم ہے بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ خداوند کریم ہمیں توفیق دے کہ ہم سب اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی علم حقیقی قرآن مجید کے مطابق کردیں۔

محترم بھائیو اور بزرگو! اگر دین آگے آئے گا تو یقیناً ہر چیز مسخر ہوجائیگی، واقعات آپ کے سامنے ہیں دریائے نیل ہر سال خشک ہوجاتا تھا مسلمانوں نے قبضہ کیا تو دیکھا کہ ایسے موقع پر لوگ جاہلیت کی رسم کے مطابق ایک نوجوان خوب صورت عورت کو اچھے کپڑے پہنا کر دریا کی گہرائیوں میں ڈبو کردیتے تھے جان کا نذرانہ پیش کرتے کہ دریا چڑھ جائے حاکم وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا تو فرمایا ہم تو اسلام کے ماتحت حکومت چلارہے ہیں مجھے دیکھنا ہے کہ ایسا کرنا اسلام میں جائز ہے یا ناجائز، تو حضرت امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ یہاں ایسا جاہلانہ رسم جاری ہے۔ حضرت عمر نے دریائے نیل کے نام ایک مختصر چٹھی لکھ کر بھیج دی لکھا کہ ان کنت تجری بامر اللّٰہ فاجر والا فلا حاجۃ لنا الیك اگر اللہ کی مرضی سے چلتا ہے تو بہتے رہو ورنہ ہمیں کوئی حاجت نہیں چھٹی کو دریا میں

ڈالا گیا تو اسی وقت دریائے نیل میں طغیانی آ گئی ،حضرت علاء خضری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں فوج کے ساتھ ایسے علاقے میں پھنس گئے جہاں پانی نہ تھا ۔لوگ پیاسے تھے وضوء کا انتظام نہیں تھا فرمایا تیمم کر کے نماز پڑھو اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کرو کہ یا اللہ! ہم آپ کی راہ میں دین کی اشاعت اور مضبوطی کے لیے لڑرہے ہیں ، یا اللہ! ہمیں پانی عطا فرما ۔اسی وقت زمین سے پانی کے چشمے ابل پڑے ،تو دین مخدوم ہے اور دنیا خادم ہے اس دین کے لیے اللہ اور اللہ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ماننے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اگر اس کی پیروی کی جائے تو یقیناً یقیناً ہر چیز ہمارے لئے مسخر ہوگی ۔

محترم بھائیو! ایک وقت وہ تھا کہ عوام دین کو چاہتے تھے مگر حکومت انگریزوں کی تھی وہ نہیں چاہتی تھی ، ہندو نہیں چاہتے تھے کہ دین آجائے حکمران نہیں چاہتے تھے مگر اب تو اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ہمارے جنرل ضیاء الحق صاحب اور حکومت کے دیگر زعماء اور لیڈر سب اپنی تقاریر کا آغاز بسم اللہ سے کرتے ہیں اور اسلام کا ذکر کرتے ہیں استحکام دین اور دین پر چلنے کی ہدایات دیتے ہیں کہ اجتماعی اور انفرادی زندگی میں دین کو اپنایا جائے ،تو فضا بہت سازگار ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہی آپ لوگ جو فضلاء ہیں اور جو طلباء ہیں اور منتظر ہیں آگے چل کر کرسیوں پر بیٹھیں گے ۔باگ دوڑ سنبھالیں گے تو آپ لوگ دین سے آراستہ ہو کر دین کی بڑی خدمت کرسکیں گے اور اگر دین کی خدمت کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پاکستان بھی مستحکم ہوگا ۔تمہاری بات کا بھی وزن ہوگا اور اقوام عالم میں تمہاری قدر ہوگی ۔آخر میں یہ گناہ گار ایک بار پھر سب کا شکریہ ادا کرتا ہے جس کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں کہ مجھ جیسے بوڑھے بیار گمنام شخص کو یہاں کھینچ لائے اور اتنے بڑے اعزاز سے نوازا وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

دارالعلوم حقانیہ میں شکریہ کی تقریب

۲ نومبر ۱۹۷۸ء : حضرت شیخ الحدیث کے اعزازی ڈگری کی خبر سے دینی حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور گوشے گوشے سے مبارکباد کے پیغام آنے لگے کہ یہ صرف حضرت شیخ الحدیث کا نہیں بلکہ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء بلکہ درس نظامی کے ہر فارغ التحصیل عالم کی علمی عظمت واہلیت کا اونچی سطح پر ایک اعتراف تھا ۔ اس سلسلے میں ۲ رنومبر کو دارالحدیث میں طلباء واساتذہ دارالعلوم حقانیہ کا ایک اجلاس ہوا جس میں ایک طرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو مبارک باد دی گئی اور دوسری طرف ایک قرارداد کی شکل میں پشاور یونیورسٹی کے ارباب وبست وکشاد ، وائس چانسلر اور سنڈیکیٹ کے تمام ممبران کو علوم دینیہ کی اس قدرشناسی پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور اسے دارالعلوم حقانیہ اور پشاور یونیورسٹی کے باہمی علمی روابط کے استحکام کا ذریعہ

قرار دیا گیا۔اس موقع پر احقر کے علاوہ مولانا عبدالحلیم صاحب صدرالمدرسین اور مولانا محمد علی صاحب اور دیگر اساتذہ دارالعلوم حقانیہ نے خطاب کیا۔اس تقریب میں دارالعلوم حقانیہ کے دورہ حدیث کے طالب علم مولانا سعیدالرحمٰن نعمانی کو جو پچھلے سال ملک میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحانات میں فرسٹ آئے ،مبارکباد دی گئی اور دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے گرانقدر کتابوں کا تحفہ بطور انعام دیا گیا۔

اجلاس مجلس شوریٰ

۲۹ نومبر: دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس جدید کتب خانہ کے شاندار ہال میں منعقد ہوا اجلاس کی صدارت ریٹائرڈ کرنل عبدالجبار خان صاحب مردان نے کی۔اجلاس میں ملک بھر سے دارالعلوم حقانیہ کے ارکان شوریٰ نے شمولیت کی۔تلاوت قرآن پاک کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے بانی وشیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے اپنی دعائیہ کلمات سے اجلاس کا افتتاح فرمایا۔آپ نے دارالعلوم حقانیہ سے وابسطہ وفات پانے والے بعض اراکین معاونین اور علمی دنیا کے اہم دینی وعلمی شخصیات کی وفات پر دعائے مغفرت کی اور تعزیت کیا گیا۔اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی ضعف وعلالت کی وجہ سے احقر نے سالانہ کارگزاری مصارف اورمدات آمدنی وغیرہ پر مفصل رپورٹ پیش کیا جس کے مطابق دارالعلوم کو مختلف مدات سے چھ لاکھ اٹھاون ہزار اکیس روپے اکسٹھ پیسے (658021.61) کی آمدنی ہوئی جبکہ مختلف تعلیمی وتنظیمی اور تعمیری شعبوں پر پانچ لاکھ ترپن ہزار نوسوننانویں روپے اڑتیس پیسے (553999.38) خرچ ہوئے۔

سال رواں کیلئے سات لاکھ ستر ہزار چھ سواناسی روپے بتیس پیسے (770679.32) کا میزانیہ پیش کیا۔زیر نظر میزانیہ میں فنڈ کی رو سے اگرچہ دو لاکھ انتیس ہزار تین سوانتیس روپے (229329.29) کا خسارہ تھا۔مگر اجلاس نے توکلا علی اللہ متوقع آمدنی کی رو سے میزانیہ کی منظوری دی۔ارکان شوریٰ نے دارالعلوم حقانیہ کے ہر شعبہ کے بڑھتے ہوئے ترقیات پر خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا مجلس شوریٰ نے حضرت شیخ الحدیث صاحب کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دینے پر پشاور یونیورسٹی کے اس اقدام کو سراہا اور قابل تقلید قرار دیا۔اجلاس کئی گھنٹے جاری رہنے کے بعد دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

شیخ الحدیث کے آنکھوں کا معائنہ کیلئے سفر لاہور اور یہاں احقر کا سواد اعظم اہلسنت کی میٹنگ میں شرکت: ۴ نومبر ۱۹۷۸ء حضرت شیخ الحدیث مدظلہ آنکھوں کا معائنہ کرانے کے سلسلہ میں لاہور تشریف لے گئے جاتے ہوئے راولپنڈی کے سی ایم ایچ میں آپ نے مولانا مفتی محمود کی عیادت کی اور کچھ دیر ان کے ساتھ رہے۔دوسرے دن لاہور میں ڈاکٹر راجہ ممتاز صاحب اور دوسرے ڈاکٹر صاحب

نے آنکھوں کا معائنہ کیا۔تیسرے دن آپ لاہور سے واپس آگئے ۔لاہور میں آپ کا قیام جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں رہا۔امیر انجمن خدام الدین مولانا عبیداللہ انور مدظلہ اور دیگر حضرات آپ کی عیادت وزیارت کے لئے تشریف لائے ۔احقر بھی آپ کے ہمراہ تھے۔قیام لاہور کے دوران میں نے جامعہ اشرفیہ میں شہر لاہور کے سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے ایک میٹنگ میں مختصر خطاب بھی کیا جس میں شہر لاہور کے خطباء وائمہ موجود تھے۔

قبائل وامور کشمیر کے وزیر کی آمد

وفاقی وزیر امور کشمیر وقبائل الحاج فقیر محمد خان صاحب دارالعلوم تشریف لائے آپ نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی اور بعداز نماز جمعہ دارالعلوم کی مسجد قدیم میں ایک اجتماع میں موجودہ حالات پر خطاب بھی فرمایا انہوں نے قیام دارالعلوم کے دوران دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ بھی فرمایا۔

رائیونڈ کے سالانہ اجتماع کی آخری نشست میں شرکت

احقر نے رائے ونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع کی آخری نشست میں شرکت کی اور اس موقع پر امیر تبلیغ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب اور دیگر اکابر سے بھی ملاقات کی ۔اس سفر میں جناب محمد رازق صاحب شیدو اور جناب محمد اسلم صاحب جہانگیرہ بھی میرے ہمراہ تھے۔

معروف ادیب پروفیسر ایوب قادری کی حقانیہ آمد

مشہور ادیب ومصنف پروفیسر محمد ایوب قادری کراچی دارالعلوم تشریف لائے اور تقریباً سارا دن میرے ساتھ رہے آپ نے دارالعلوم کے کتب خانہ میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور دارالعلوم کو دیکھ کر بے حد محظوظ ہوئے۔

وزیر دفاع میر علی احمد تالپور کی آمد

۲۸ نومبر: وفاقی وزیر دفاع جناب میر علی تالپور صاحب اپنے دورۂ پشاور کے دوران حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی عیادت اور زیارت کیلئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے احقر نے آپ کو دارالعلوم کے تعمیرات اور مختلف شعبوں کا معائنہ کرایا اس کے بعد آپ نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے ملک کے موجود حالات اور حکومت کے عزائم پر روشنی ڈالی ، آپ نے اہل علم کے مقام ومرتبہ کو سراہتے ہوئے کہا کہ وزارتیں اور صدارتیں اس مقام کے سامنے ہیچ ہیں اور میں حق اور نیکی کے ساتھ ہمیشہ ساتھ دیتا رہا ہوں اب بھی اگر ایسا کرسکوں تو بہتر ہے تا کہ باطل اور بدی کے مقابلہ میں پیش پیش رہوں گا۔تالپور صاحب نے اپنی تقریر میں قومی اسمبلی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے کردار کو سراہا اپنے تحریری تاثرات میں آپ نے لکھا۔

"یہ فقیر علی احمد تالپور آج حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی عیادت پرسی کے لئے حاضر ہوا اور مدرسہ عالیہ کی عظیم الشان عمارت اور طلباء کی رہائش کا عظیم منصوبہ دیکھا جو دین حق کی سربلندی کیلئے جاری ہے اور میں اپنی زندگی کے وہ ایام بہترین ایام سمجھتا ہوں جب میں قومی اسمبلی میں ایک غاصبانہ قوت کا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ کی رہنمائی میں مقابلہ کررہا تھا۔خداوند کریم اس صدقۂ جاریہ کو قائم ودائم رکھے اور دین اسلام کی اور پوری انسانی ذات کی بہترین خدمت کی توفیق سے نوازے گا اس سے قبل استقبالیہ کلمات میں احقر نے وزیر کا خیر مقدم کیا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے بھی وزارت دفاع کے منصب کیلئے تالپور صاحب کے انتخاب پر صدر مملکت کی تحسین کی ۔وزیر دفاع نے دارالعلوم کے شعبۂ موتمر المصنفین کی مطبوعات میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا بالخصوص میری نئی کتاب اسلام اور عصر حاضر کا مطالعہ کے بعد تاثرات کا بھی ذکر کیا۔

مولانا مفتی محمود صاحب کی طویل علالت کے بعد آمد شیخ الحدیث کی عیادت اور مفصل خطاب

۱۵ دسمبر: پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماء مولانا مفتی محمود صاحب تقریبا ۳ ماہ سی ایم ایچ راولپنڈی میں زیر علاج رہنے کے بعد آج شام دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پہنچے اٹک پل پر مولانا سمیع الحق نے علاقہ کے معززین کے ساتھ ان کا استقبال کیا مولانا مدظلہٗ نے یہاں پہنچ کر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے گھنٹہ بھر انکے ساتھ رہے۔آپ نے رات کا عشائیہ میاں حضران شاہ صاحب کے گھر کھایا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی نماز عشاء کے بعد دارالحدیث ہاں میں جو طلبہ علماء اساتذہ اور معززین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔حضرت مفتی صاحب نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں اقدامات اور اسلامی حدود و تعزیرات کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تک نہایت عالمانہ خطاب فرمایا۔

الحاج شیر افضل خان اور مولانا محمد علی کی عیادت اور ارباب سکندر خلیل سے تعزیت

۱۶ دسمبر: مولانا مفتی محمود صاحب نے جناب الحاج شیر افضل بدرشتی رکن دارالعلوم کی عیادت کی اس کے بعد احقر بھی آپ کے ساتھ سابق گورنر جناب ارباب سکندر خان خلیل کے ہاں تہکال بالا گئے اور ان کی والدہ مرحومہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔مولانا مفتی محمود صاحب خیبر ہسپتال پشاور میں دارالعلوم حقانیہ کے زیر علاج بزرگ استاد مولانا محمد علی صاحب سواتی مدظلہ کی عیادت بھی فرمائی اور کچھ دیر ان کے ساتھ رہے۔مولانا محمد علی صاحب عارضۂ قلب کی وجہ سے اس ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

ناظم مولانا گل رحمٰن کی حج سے واپسی مولانا تقی عثمانی اور مولانا عبدالباقی کی آمد

۱۷ر دسمبر: ناظم کتب خانہ دارالعلوم مولانا گل رحمٰن صاحب سفر حج وزیارت سے بخیریت واپس تشریف لائے
۲۵ر دسمبر: احقر نے پشاور میں مولانا محمد ایوب جان بنوری کے برادر محترم جناب یعقوب جان بادشاہ کی نماز جنازہ میں شرکت کیا۔
۲۹ر دسمبر: رکن اسلامی مشاورتی کونسل مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دارالعلوم تشریف لائے۔نماز جمعہ کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی عیادت فرمائی۔ دن بھر میرے ساتھ رہے اور رات کو اسلام آباد واپس تشریف لے گئے۔
۳۱ دسمبر: مولانا عبدالباقی سابق وزیر اوقاف سرحد دارالعلوم آئے اور شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی۔

شاہ ولی اللہ اور مولانا نانوتوی کی تالیفات کے موضوع پر مولانا عبدالحق ربانی کا حقانیہ میں خطاب

یکم جنوری ۱۹۷۹ء: ادارۂ تحقیقات اسلامی پاکستان اسلام آباد کے ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر عبدالوحد اور حضرت مولانا عبدالحق ربانی میر پورخاص دارالعلوم کے معائنہ اور شیخ الحدیث مدظلہ کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ مولانا عبدالحق ربانی دارالعلوم دیوبند کے زمانۂ طالب العلمی میں شیخ الحدیث مدظلہ کے رفیق رہے۔آپ مولانا عبیداللہ سندھی سے بھی استفادہ کرچکے ہیں نماز ظہر کے بعد دارالحدیث میں طلبہ سے ہر دو حضرات نے خطاب بھی فرمایا مولانا ربانی صاحب موصوف کا موضوع خطاب حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تصانیف اور علوم رہا، آپ نے طلبہ اور اہل علم پر زور دیا کہ ان حضرات کی تصانیف اور علوم سے گہرا شغف پیدا کریں۔
۲ر جنوری: دارالعلوم کے دو سابق فارغ التحصیل حضرات مولانا حسین بادشاہ وزیرستانی مولانا نجم الدین وزیرستانی کی دستاربندی دارالحدیث میں اساتذہ نے فرمائی۔
۶ر جنوری: دارالعلوم کے سہ ماہی تقریری وتحریری امتحانات شروع ہوئے جو ہفتہ بھر جاری رہے۔

وفاق المدارس اور جمعیۃ العلماء اسلام کی مجالس شوریٰ میں شرکت

۶ر جنوری: لاہور وفاق المدارس العربیہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں دارالعلوم حقانیہ کی نمائندگی احقر نے کی۔
۷ر جنوری: احقر نے لاہور میں جمعیۃ العلماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ میں شرکت کی۔
۹ر جنوری: میں احقر میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی آنکھوں کے اپریشن کے سلسلہ

میں لاہور سے کراچی روانہ ہوا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا سفر کراچی اور آپریشن

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی طویل علالت جو کسی سے مخفی نہیں ۔ شوگر عارضۂ قلب کے علاوہ آنکھوں کی تکلیف اور بینائی کی روزافزاوں کمی کے پیش نظر کئی حضرات کے اصرار اورمشوروں سے حضرت مدظلہ ۱۳ جنوری ۱۹۷۹ء کو بذریعہ طیارہ کراچی تشریف لے گئے ، احقر انتظامات کے سلسلے میں پہلے سے وہاں موجود تھا ہوئی اڈہ پر کراچی کے علماء ارباب مدارس اور حضرت کے معتقدین موجود تھے ۔ ابتداءً آپکو جناح ہسپتال کے شعبہ امراضِ قلب میں رکھا گیا ۔ جہاں کے انتظامیہ ڈاکٹر حضرات بالخصوص ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈاکٹر سرجن رحمان صاحب حضرت کی ہر ممکن آرام وراحت اورعلاج وغیرہ میں پیش پیش رہے ۔ اس دوران مشہور ماہر امراض چشم جناب ڈاکٹر پروفیسر ٹی ایچ کرمانی صاحب (جنہوں نے حضرت کی آنکھوں کا علاج کرنا تھا) نے امریکہ کے مہمان ڈاکٹر کیلفورفورینا یونیورسٹی کے پروفیسر اومیلی کیساتھ مل کر حضرت مدظلہ کی آنکھوں کا تفصیلی معائنہ کیا اور اپریشن کو بینائی کی بحالی کیلئے مفید قرار دیا ۔ اسکے بعد ڈاکٹر کرمانی صاحب کے خواہش پر ۱۶ر جنوری ۱۹۷۹ء کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کوشعبہ امراض قلب سے جناح ہسپتال کے اسپشل وارڈ کے وی آئی پی روم نمبر ا میں منتقل کردیا گیا۔

۲۱ جنوری: جناح ہسپتال میں ڈاکٹر کرمانی صاحب نے حضرت کی بائیں آنکھ کا آپریشن کیا اس وقت مرض قلب کے سرجن رحمان صاحب جناح ہسپتال کے ڈاکٹر جنرل جناب قریشی صاحب وغیرہ بھی ازراہ محبت ، عقیدت وتعلق آخر تک موجود رہے ۔ شوگر کے کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے آنکھ سے پٹی کھولنے میں کافی دن لگ گئے ۔ اب آنکھ کا زخم مندمل ہو چکا ہے مگر بینائی میں بتدریج افاقہ ہورہا ہے ۔ تا حال خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے ، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ڈاکٹروں کو کافی حد تک فائدہ کی توقع ہے ۔ حضرت کی دائیں آنکھ کا اس سے قبل دو دفعہ پشاور اور راولپنڈی میں آپریشن ہو چکا ہے مگر وہ بے کار ہو چکی ہے ۔ حضرت کے معالج اس آنکھ کا بھی ایک بار پھر اپریشن کرنا چاہتے ہیں ۔ اسی اثناء میں جناح ہسپتال کے ڈاکٹر شفقت صاحب مسز زہرہ صاحبہ اورڈاکٹر عبدالصمد سرجن رحمان اور باقی حضرات دیگر عوارض کے علاج معالجہ میں نہایت محبت اور دلی تعلق کے ساتھ مصروف رہیں اور ہسپتال کا پورا عملہ اور انتظامیہ حضرت کی خاطر مدارات کو ایک سعادت سمجھ رہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمادے ۔ اہلیان کراچی نے بھی حضرت مدظلہ کے قیام کراچی کو غنیمت سمجھ لیا ہے اور ہر وقت علماء ، صلحاء ، دانشور ، جدید تعلیم یافتہ طبقہ ، طلباء ومدارس عربیہ ، مشائخ کرام ، فضلاء کرام دارالعلوم حقانیہ ، دیندار مسلمان ، سیاسی زعماء ، وزراء عمائدین ملک کا حضرت کی

زیارت کیلئے تانتا لگا رہتا ہے نہ صرف کراچی بلکہ اندرون سندھ کے دوردراز سے بھی حضرت کے عقیدت مند زمانۂ دیوبند کے تلامذہ زیارت وعیادت کیلئے آتے رہتے ہیں میرے علاوہ، مولانا انوارالحق اور شفیق الرحمٰن الرحمٰن فاروقی بھی ساتھ ہیں۔

اب حضرت کے دوسرے فرزندان پروفیسر محمود الحق حقانی، جناب اظہار الحق صاحب بھی کراچی پہنچ چکے ہیں۔کراچی میں مقیم دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کرام بھی حضرت کی خدمت میں پیش پیش ہیں اللہ تعالیٰ سب کو اجر جزیل عطا فرمادے یہاں کے اہم اخبارات بالخصوص روزنامہ جنگ اور روزنامہ جسارت بھی شکریہ کے مستحق ہیں جو حضرت کی رفتار صحت اور دیگر تفصیلات برابر شائع کرتے رہیں۔وفاقی وزراء میں وزیر بلدیات جناب محمد زمان خان اچکزئی، جناب پروفیسر غفور احمد صاحب، وزیر پیداوار جناب محمود اعظم فاروقی صاحب وزیر اطلاعات جناب الحاج صبح صادق کھوسو، وزیر صحت جناب فدا محمد خان صاحب اور وزیر تعمیرات بھی ہسپتال آئے اور حضرت کی عیادت کی۔

کراچی میں احقر کی دعوتی وتبلیغی کی سرگرمیاں

کراچی میں بحمداللہ فضلاء کرام دارالعلوم حقانیہ کی ایک بڑی تعداد درس وتدریس امامت وخطابت، دعوت وتبلیغ اور اہتمام وانتظام مدارس ومعاہد میں مصروف ہیں ان حضرات نے اپنی عقیدت ومحبت تعلق وثبوت دیتے ہوئے مجھے اپنے تعلیمی اداروں، مجلسوں، استقبالی اور دعوتی پروگراموں میں شرکت کے مواقع سے نوازا جسکی مختصر رپورٹ یوں ہے۔

تنظیم فضلاء حقانیہ کراچی کا قیام

کراچی میں مقیم فضلاء دارالعلوم حقانیہ نے مسلک ومشرب کے تحفظ اور علمی ودینی کاموں میں باہمی ارتباط واستحکام کیلئے ایک اجتماع میں اپنی تنظیم قائم کی مولانا عزیز الرحمان صاحب حیدری میر پور خاص اور مولانا حسین احمد صاحب ہزاروی حقانی اس کام میں پیش پیش رہے، انتخابی عہدہ داران یہ ہے۔

۱: صدر مولانا حسین احمد حقانی بلدیہ ٹاؤن

۲: جنرل سیکرٹری مولانا عزیز الرحمٰن ادارہ فروغ عربی میر پور خاص وکیماڑی کراچی

۳: سیکرٹری مولانا عبدالوحید ہزاروی حقانی فرنٹیر کالونی

۴: نائب صدر مولانا قاری عبدالباعث جامعہ قدسیہ ناظم آباد۔

۵: خزانچی مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، بہار کالونی

۶: ناظم نشر واشاعت مولانا روح الحق حقانی

قاری عبدالباعث حقانی کے ہاں اختتامی درس

۲۵ رجنوری بعداز نماز عشاء: ناظم آباد کی جامع مسجد قدسیہ میں قرآن حکیم کا اختتامی درس دیا۔ یہاں کے خطیب مولانا قاری عبدالباعث صاحب فضلاء حقانیہ میں سے ہیں، آپ کافی عرصہ سے بعداز عشاء قرآن کریم کا درس دیتے رہے۔ آج اختتامی تقریب تھی بحمداللہ ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر اور درس دیا۔

حضرت مولانا زکریا فاضل دیوبند مولانا اسفندیار اور مولانا عبدالوحید حقانی کی طرف سے ترتیب دیئے گئے پروگراموں میں شرکت:

۲۶ جنوری: حضرت مولانا اسفندیار صاحب سواد اعظم اہل سنت کی دعوت پر ان کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ سے قبل بدعت وسنت کے موضوع پر خطاب ہوا اس کے بعد ۳ بجے آپ جمعیۃ الطلباء اسلام کراچی کی دعوت وانتظام پر محمود آباد کراچی گیا جہاں جمعیۃ کے کارکن بڑی تعداد میں موجود تھے۔ جہاں میں نے اسلام اور عصر حاضر کے تقاضے کے موضوع پر مختصر خطاب کیا اور جمعیۃ کی دعوتِ چائے میں شرکت کی، عشاء کے بعد فرئیر کالونی کی مسجد ربانی میں مولانا عبدالوحید صاحب حقانی کی دعوت پر اجتماع سے خطاب کیا۔ مولانا عبدالوحید صاحب جامعہ رحمانیہ لی مارکیٹ میں تدریس میں بھی مصروف ہیں اس اجتماع میں علاقہ کے علاوہ آس پاس سے بھی بڑے تعداد میں مشتاقین دین وعلماء آئے ہوئے تھے۔

۲۷ رجنوری: بعد ازنماز عشاء جمعیۃ العلماء اسلام کراچی کے نڈر مجاہد اور سرگرم امیر حضرت مولانا زکریا صاحب فاضل دیوبند کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں شرکت کی، مولانا موصوف نے کراچی کے مدارس اور اہل علم کو بڑی تعداد میں مدعو کیا تھا مختصر خطاب بھی ہوا اور کافی دیر تک اہل علم کی پررونق محفل رہی، مولانا زکریا صاحب پچھلی تحریک نظام مصطفیٰ میں اس وقت کے مارشل لاء اور مشین گنوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے ریڈ لائن کو پار کرنے کی جرأت پر پوری قوم سے لوہا منوا چکے ہیں۔

موصوف نے احقر کا نہایت شاندار کلمات سے خیر مقدم کیا اور میں نے اپنی تقریر میں ان کی جرأت مومنانہ کو حضرت مدنی رحمہ اللہ سے گہرے تعلق اور کشش برادری کا فیض قرار دیا۔

مولانا حسین احمد مولانا مظفرالدین مولانا اقبال اور سہراب گوٹھ کے مکینوں کی شرکت

۲۸ رجنوری ۱۹۷۹ء: مولانا حسین احمد صاحب ناظم جمعیت العلماء اسلام بستی کی دعوت پر اعظم بستی کے ظہرانہ میں شرکت کی یہاں جمعیت العلماء اسلام کے کارکن جمع تھے، احقر نے پونے گھنٹہ تک خطاب کیا اور ایک حادثہ میں شہید ہونے والے جمعیۃ کے ایک سرگرم ایڈوکیٹ کارکن کی وفات پر اظہار تعزیت بھی کیا۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

محبت الٰہی اور خوف خدا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ: ۱٦٥) "اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے"

محترم سامعین! اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ایمان والوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی شدید محبت ہوتی ہے، محبت کا یہ جسکا خود اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے اور گناہوں سے بچنے کا سبب محبت خداوندی ہے۔ محبت کے غلبہ کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا اور گناہ نہ کرنے سے خشیت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ وہ خداوندی کی نافرمانی نہیں کرتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النازعات: ٤٠-٤١)

"اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہشات میں بڑھنے سے روک لیا۔ پس بیشک اس کے لئے ٹھکانہ جنت ہے۔

اللہ کا ڈر اور خواہشات سے اجتناب

لہٰذا یہ دو باتیں ہیں جس کی وجہ سے انسان خواہشات سے بچ جاتا ہے، ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، کہ جنت دو قدم پر ہے، کسی نے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے تو فرمایا عزیز من اپنا پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ لیں۔ دوسرا قدم جنت میں پہنچ جائے گا۔

اصلاح نفس

اس لئے نفس کو قابو کرنا ہر کامیابی کی کنجی ہے، کتابوں میں یوں لکھا ہوا ہے نفس کو مارنے کا مطلب کسی جاندار چیز کو مارنا نہیں بلکہ انسان کے اندر جو "میں" ہوتی ہے وہ مارنی پڑتی ہے۔ انسان کے اندر خواہشات

ختم ہوجائیں حتی کہ اس انسان کی پسندیدہ چیزیں وہی بن جاتی ہے، جو شریعت کا منشاء ہو، فقیہ العصر حضرت قطب الاقطاب علامہ رشید احمد گنگوہیؒ ایک موقع پر حضرت مرشد اعظم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو لکھا حضرت حالت یہ ہے کہ تمام شرعی امور طبعی بن چکے ہیں۔ مطلب یہ کہ جس طرح طبعی امور مثلاً کھانا پینا اقتضائے حاجت وغیرہ کا انسان کی طبیعت پر کچھ بوجھ نہیں ہوتا یعنی اس طرح امور شریعہ خواہ کتنے ہی شاق ہوں، طبیعت ثانیہ بن چکے ہیں، یعنی نفس کے اوپر بوجھ محسوس نہیں ہوتا لیکن یاد رکھیں، یہ مقام حاصل ہوتا ہے، صالحین کی صحبت سے اور صحبت صلحاء ایک ایسا تریاق ہے جو دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیتا ہے، اللہ والوں کی نگاہوں میں وہ تاثیر ہوتی ہے جس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ سبزی ملتی ہے سبزی والوں کے پاس اور کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں کے ساتھ، لوہا ملتا ہے لوہے والوں کے پاس، اسی طرح اللہ ملتا ہے اللہ والوں کے پاس۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہوتی ہے، انسان کی روح بدلتی ہے، اولیاء اللہ کی محبت میں وہ تاثیر اور مقناطیسیت ہے کہ بس انسان کے دل کی دنیا لمحوں میں بدل جاتی ہے، محبت الٰہی کا راستہ طے کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

اولیاء اللہ کی پہچان

لیکن یاد رکھو، ہر چیز کی پہچان ہوتی ہے اولیاء اللہ کی پہچان حدیث شریف میں یہ بتائی گئی ہے کہ ان الذین اذا رؤو ذکر اللّٰہ یعنی اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں، جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔ اس لئے کہ ان لوگوں کا جینا مرنا موت اور زندگی سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے اور وہ اس آیت کے مصداق ہوتے ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:۱۶۲)

''کہہ دو کہ میری نماز میری عبادت میرا جینا اور مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے۔''

انسان کو چاہیے کہ دنیا کی فانی چیزوں کی محبت چھوڑ دیں، اس لئے کہ مٹی کے اوپر جو چیزیں ہیں یہ سب مٹی ہیں، بڑے بڑے نازنین لوگ زیرزمین چلے گئے، کیڑوں نے ان کے اجسام کھا لئے اور مٹی بن گئے، صحبت اولیاء سے دین اور دنیا کی چیزوں کی محبت دل سے نکل جاتی ہے اور جب دل سے ماسوا اللہ کی محبت چلی جاتی ہے۔ تب اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آجاتی ہے اور اس محبت کی وجہ سے پھر بندے کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تابعداری کرنا آسان ہوجاتی ہے۔

محبت الٰہی

محترم سامعین! تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے، اللہ والوں کی صحبت سے ان کے مجالس میں بیٹھنے سے اور اگر اہل اللہ کی محبت میسر نہیں تو کثرت ذکر اللہ سے بھی محبت الٰہی نصیب ہوجاتی ہے ایک صحابی جو بکریاں چرانے والا تھا، جب کبھی مدینہ منورہ واپس جاتے تو پوچھتے کہ قرآن کی آج کون سی نئی آیت اتری ہے۔ایک دن آ کر پوچھا تو کسی نے بتایا کہ وہ آیت اتری ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر ذکر فرمایا ہے، کہ اے میرے بندوں میں ہی تمہیں رزق دیتا ہوں، جب انہوں نے یہ آیت سنی تو ناراض ہوکر کہنے لگے کہ وہ کون ہے، جس کو یقین کرنے کے لئے میرے اللہ کو قسم کھانی پڑی، جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔بہر حال جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوجاتی ہے تو پھر انسان کو رات کا اٹھنا آسان ہوجاتا ہے، خود بخود آنکھ کھلتی ہے، گھڑی کے الارم لگانا نہیں پڑتا، دل کی گھڑی خود بخود دیتا دیتی ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (السجدة:١٦)

ان کے پہلوان کے بستروں سے جدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یاد میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتے رہتے ہیں۔صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اگر کوئی رات کے وقت گلیوں میں چلتا تو پورا محلّہ اور پورا شہر اس کو زندوں کا شہر نظر آتا اور ایک ہے آج کا دور ہمارے محلوں اور گلیوں میں صبح سویرے بھی اگر چلا جائے تو اسے قبرستان نظر آئیگا۔اُس وقت کے لوگ شب بیدار تھے۔ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز ایسے آتی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔پورا شہر زندہ نظر آجاتا کوئی آہستہ قرآن پڑھتا کوئی زور وشور سے۔

طریقہ تلاوت قرآن

ایک بار پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لائے، تو آپ نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق تہجد کی نماز میں آہستہ آہستہ قرآن پاک پڑھ رہے تھے، اور ساتھ ہی حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ وہ زور وشور سے تلاوت کر رہے ہیں، تو آپؐ نے دونوں کو بلایا اور پوچھا صدیق تم کیوں قرآن کریم آہستہ پڑھ رہے تھے؟ آپؓ نے فرمایا جس ذات کو سنانا تھا وہ یونہی سن رہے تھے او نچے پڑھنے کی کیا ضرورت تھی، اس کے بعد حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ عمر تم کیوں زور سے تلاوت کر رہے تھے؟ فرمایا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے اونچا پڑھ رہا تھا کہ اللہ کے بندوں کو جگا دوں اور شیطان لعین کو بھگا دوں، آپؐ نے صدیقؓ

سے فرمایا کہ صدیق ذرا آواز بلند کرو اور عمر سے فرمایا کہ عمر تم ذرا آواز پست کرو۔ مطلب دونوں حضرات کی اصلاح کرانا تھا کہ وہی طریقہ اختیار کرو جو تمہارے محبوبؐ نے تمہیں بتا دیا ہے۔

تلاوت قرآن کا اثر

محترم سامعین! اسی طرح ایک صحابیؓ رات کی تہجد کی نماز میں اپنے گھر کے چھوٹے سے صحن میں قرآن پاک پڑھ رہے تھے، طبیعت پر کیف تھی اونچی آواز سے پڑھنے کو دل چاہ رہا تھا، سامنے گھوڑا باندھا ہوا تھا۔ چارپائی پر بچہ سویا ہوا ہے جب اونچا پڑھتے تو گھوڑا بدکنے لگتا ہے اور بچے کے رونے کا خطرہ ہوتا ہے ساری رات اسی کشمکش میں گزری صبح صادق کے قریب تہجد ختم کر کے ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے تو کیا دیکھتا ہے کہ کچھ روشنیاں ہیں جو آسمان کی طرف بلند ہوتی نظر آرہی ہیں کچھ سمجھ نہیں آیا تو صبح جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یہ فرشتے تھے جو تیرے قرآن سننے کیلئے آسمان سے اتر آئے تھے اگر تم بلند آواز سے قرآن پڑھتے رہتے تو آج مدینہ والے اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو اترتے دیکھ لیتے۔

حقیقی محبت کا ادراک

محترم سامعین! وہ لوگ فرش پر رب کا قرآن پڑھتے اور اللہ کے فرشتے عرش سے اتر جاتے ان کے قرآن سننے کے لئے آجاتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے محبت میں تلاوت کرتے ان کے دلوں کے اندر اللہ کی محبت بھری ہوئی تھی ہمارے زندگیاں ان حضرات کی زندگیوں سے قدرے مختلف ہے ہمارے دلوں کے اندر محبت غیر اللہ ہے۔ دنیا کی محبت کی وجہ سے آج ہمارا مزاج خراب ہوگیا ہے اگر ایک آدمی کو نزلہ ہو جائے آپ ان کے سامنے گلاب کا عطر لگائیں، عنبر، کستوری کا عطر لگائیں وہ بے چارہ سامنے شناخت نہیں کر سکے گا کیونکہ ان کو نزلہ اور زکام کی بیماری لگی ہوئی ہے اس لئے وہ خوشبو کی شناخت اور چاشنی سے محروم ہے اس لئے غیر کی محبت کی وجہ سے دل اللہ کی محبت کی مزے سے محروم ہے محبت کے راستے سے انسان اللہ کی طرف چلتا ہے، تو اس کی وجہ سے دینی کام آسان ہو جاتے ہیں خواہ راتوں کو اٹھنا ہو اللہ کی ذکر میں بیٹھنا ہو یا سچ بولنا ہو سب چیزیں آسان ہو جاتی ہیں۔

محترم سامعین! تو میں عرض کر رہا تھا کہ محبت الٰہی جس دل میں آجاتی ہے تو انسان کا رخ بدل جاتا ہے آنکھ کا دیکھنا بدل جاتا ہے پاؤں کا چلنا بدل جاتا ہے دل و دماغ کی سوچ بدل جاتی ہے حضرت شبلی رحمہ اللہ بہت اللہ والے گزرے ہے ان کے سامنے جب کوئی اللہ کا نام لیتا تو اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر شرینی نکال کر اس

کے منہ میں ڈال دیتے کوئی پوچھتا تو فرماتے کہ جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے اس میں شرینی نہ ڈال دوں تو کیا کروں؟

محبت الٰہی کے لئے شرط

محترم سامعین! میں نے جو آیت مبارکہ تلاوت کی تھی اس میں یہ بات واضح بیان کی ہے کہ ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید محبت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایمان والوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے جب کوئی مسلمان بندہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ال عمران: ۳۱) اے میرے پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو پسند کرتے ہو اور ان کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اور محبت الٰہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس انسانی شکل میں آیا اللہ تعالیٰ کا محبوب نام لیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرشتے کی مناجات سن کر فرمایا کہ خدارا ایک بار پھر میرے اللہ کا مبارک نام لے لیں تو اس فرشتے نے آزمائش کے طور پر جواب دیا کہ تم مجھے کیا صلہ دو گے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ بکریوں کا آدھا ریوڑ آپ کو صلہ میں دوں گا تو فرشتے نے محبت کے ساتھ اللہ کا نام لیا پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بار پھر میرے محبوب کا نام پکارو فرمایا اس بار کیا انعام دو گے۔ یہ دوسرا آدھا ریوڑ دوں گا فرشتے نے پھر اللہ کی ثناء بیان کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر عرض کیا کہ مجھے پھر معبود برحق کا تذکرہ کیجئے فرشتے نے پوچھا کہ پھر کیا انعام دیں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں آپ کے لئے اس سارے ریوڑ کو چرا دوں گا فرشتے نے ارشاد فرمایا کہ میں خداوند قدوس کا بھیجا ہوا قاصد ہوں اور رب کریم تمہارا امتحان لے رہا تھا کہ تم اپنے محبوب کے نام کا کتنا احترام کرتے ہو آپ علیہ السلام آزمائش میں کامیاب ہو گئے ہیں یہ اپنا ریوڑ بھی لیں اور کامیابی بھی مبارک ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت نصیب فرمائے اور نیک صالح لوگوں کی صحبت نصیب فرما کر اپنے محبین اور مخلصین میں شامل فرمادیں۔ آمین

(قسط ۱۳) حضرت مولانا نورمحمد ثاقب حقانی*

اُصولِ حدیث

(علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات)

پچھلی اقساط میں علم اُصولِ حدیث، علوم الحدیث، علم مصطلح الحدیث اور علم درایۃ الحدیث میں ہمارے علماء احناف کی چھ سو پچاس (۶۵۰) کتابوں کا تذکرہ کیا جا چکا تھا۔ اَب اِس علم میں اُن کی دیگر کتابیں (مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۶۵۱۔ "مَشْيَخَةُ الامام أبي حنيفة" لِلامام الأعظم، المجتهد الأقدم، الحافظ الثقة، فقيه الأمة، امام الأئمة أبي حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطي التيميّ الكوفيّ التابعي، صاحب المذهب، المولود سنة ۸۰ھ، وقيل سنة ۷۰ھ وهو أعدل الأقوال، وقيل سنة ۶۱ھ، المتوفّى سنة ۱۵۰ھ

(اِس کتاب کی تخریج وترتیب ابو اُمیہ مروان بن ثوبان نے کی ہے، اور یہ کتاب دار الکتب المصریہ مصر میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے)

۶۵۲۔ "مُعجم شيوخ الامام أبي حنيفة" لِلامام الأعظم، المجتهد الأقدم، الحافظ الثقة، فقيه الأمة، امام الأئمة أبي حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطي التيميّ الكوفيّ التابعي، صاحب المذهب، المولود سنة ۸۰ھ، وقيل سنة ۷۰ھ وهو أعدل الأقوال، وقيل سنة ۶۱ھ المتوفّى سنة ۱۵۰ھ

(یہ کتاب محمود محمد حسن نصار (معاصر) نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کی کتابوں سے، اور آپؒ کی بعض اُن روایات سے جو دیگر کتابوں میں متفرق طور پر موجود ہیں، مرتب کرکے تیار کی ہے اور اِس میں امام صاحبؒ کے ہر ہر شیخ کے حالات بیان فرمائے ہیں جن میں اُن کا نام، کنیت، شیوخ، تلامذ اور اُن کے بارے میں علماء جرح و تعدیل کے بعض اقوال ذکر کئے ہیں۔ امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی (المتوفی ۹۴۲ھ) نے "عقود الجمان فی مناقب أبي حنيفة النعمان" میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے چار ہزار (۴۰۰۰) شیوخ سے علم حاصل کیا ہے)

* سابق قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) سپریم کورٹ آف افغانستان و سابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان

٦٥٣ـ " القند في ذكر علماء سمرقند " (في عشرين مجلدًا) - من قَبِيل كتب تراجم الرّواة حسب أوطانهم - تاليف الشّيخ الامام نجم الدّين أبي حفص عمر بن محمّد بن أحمد بن اسماعيل بن محمّد بن عليّ بن لقمان النّسفيّ السّمرقنديّ الحنفي ، المولود بِنَسَف سنة ٤٦١هـ ، المتوفّى بِسمرقند في الثّاني عشر من جمادى الأولى سنة ٥٣٧ هـ

(یہ کتاب مكتبة الكوثر رياض، سعودی عرب سے ١٤١٢ھ میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

٦٥٤ـ " الأربعون المتباينات في الحديث " تاليف الشّيخ الحافظ المتقن المحدّث قطب الدّين أبي علي أو أبي محمّد عبدالكريم بن عبدالنّور بن منير الحَلَبيّ الأصل و المولد ، المصريّ الحنفي، المولود سنة ٦٦٤هـ ، المتوفّى سنة ٧٣٥ هـ

(و هي - أي الأربعون المتباينات- الّتي يَجْمَعُ فيها صاحبُها أربعين حديثًا عن أربعين شيخًا متباينة الاسناد - أي لا تلتقي الّا عند مبتدئ السّند -)

٦٥٥ـ " الأربعون التُّساعيات في الحديث " تاليف الشّيخ الحافظ المتقن المحدّث قطب الدّين أبي علي أو أبي محمّد عبدالكريم بن عبدالنّور بن منير الحَلَبيّ الأصل و المولد ، المصريّ الحنفي، المولود سنة ٦٦٤هـ ، المتوفّى سنة ٧٣٥ هـ

٦٥٦ـ " القدح المُعلّى في الكلام على بعض أحاديث المُحلّى " تاليف الشّيخ الحافظ المتقن المحدّث قطب الدّين أبي علي أو أبي محمّد عبدالكريم بن عبدالنّور بن منير الحَلَبيّ الأصل و المولد ، المصريّ الحنفي ، المولود سنة ٦٦٤هـ ، المتوفّى سنة ٧٣٥ هـ

٦٥٧ـ " المقاصد السَّنيّة في الأحاديث الالٰهيّة " (الأحاديث القدسيّة) تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه الأصوليّ الأمير الكبير علاء الدّين عليّ بن بَلَبان بن عبدالله الفارسيّ المصريّ الحنفي، المولود سنة ٦٧٥هـ، المتوفّى بِمنزله على شاطئ نيل مصر في السّابع من شوّال سنة ٧٣٩ هـ

(یہ کتاب مكتبة دار التراث مدینہ منورہ اور مؤسسة علوم القرآن دمشق سے ١٤٠٣ھ میں، اور پھر دار ابن كثير دمشق سے ١٤٠٨ھ میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

٦٥٨ـ " زوائد مسند أبي حنيفة " تاليف الشّيخ الامام العلّامة حافظ الدّين محمّد بن محمّد بن شهاب بن يوسف الكردريّ البريقينيّ الخوارزميّ الحنفي ، الشّهير بِالبزازي ، صاحب الفتاوى المسمّاة بِالوجيز المعروفة بِالبزازيّة ، المتوفّى في أواسط شهر رمضان سنة ٨٢٧هـ

(اس کتاب میں مؤلف نے مسند امام اعظم ابوحنیفہؒ کی وہ روایات جمع کی ہیں جو صحاح ستہ سے زائد ہیں)

٦٥٩ـ " الأربعون المكّيّة من أحاديث الفقهاء الحنفيّة " تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه

النّحوی الصّوفی أبی المحاسن جمال الدّین محمّد بن ابراهیم بن أحمد بن أبی بکر المکّیّ المرشدیّ الحنفی ، محدّث مکّة و مسندها ، المولود یوم الأحد ، الثّامن من ربیع الأوّل سنة ۷۷۰ھ ، المتوفّٰی یوم الاثنین ، الحادی و العشرین من رمضان المبارك سنة ۸۳۹ ھ ، دفین المَعْلَاة بالمکّة المکرّمة

٦٦٠ـ "ارشاد المهتدی الی مرویّات أبی المحاسن محمّد بن ابراهیم المرشدی "مَشْیَخَةُ الشّیخ العلّامة المحدّث الفقیه النّحوی الصّوفی أبی المحاسن جمال الدّین محمّد بن ابراهیم بن أحمد بن أبی بکر المکّی المرشدی الحنفی ، محدّث مکّة و مسندها ، المولود یوم الأحد ، الثّامن من ربیع الأوّل سنة ۷۷۰ھ ، المتوفّٰی یوم الاثنین ، الحادی و العشرین من رمضان المبارك سنة ۸۳۹ھ، دفین المَعْلَاة بالمکّة المکرّمة

٦٦١ـ "تخریج أحادیث أصول البزدوی "تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَالیّ المصریّ الحنفی ، المولود بالقاهرة فی المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّٰی لیلة الخمیس ، الرّابع من ربیع الأوّل سنة ۸۷۹ ھ (اِس کتاب میں مولف نے جن احادیث وآثار کی تفصیلاً تخریج فرمائی ہے اُن کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد تک پہنچی ہے، اور یہ اُصولِ فقہ میں ایک کتاب کی نسبت سے احادیث وآثار کی بہت بڑی تعداد ہے۔ یہ کتاب" دارالیسر" مدینہ منورہ اور شرکة دار البشائر الاسلامیه بیروت، لبنان سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

٦٦٢ـ " التّعریف و الاخبار بتخریج أحادیث الاختیار " (فی أربع مجلّدات) تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَالیّ المصریّ الحنفی، المولود بالقاهرة فی المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّٰی لیلة الخمیس ، الرّابع من ربیع الأوّل سنة ۸۷۹ھ (اُن احادیث وآثار کی تعداد، جن کی مولف نے اِس کتاب میں تخریج فرمائی ہے، دو ہزار سو (۲۱۰۰) تک پہنچی ہے۔ یہ کتاب دار الفاروق الحدیثه للطباعة و النشر قاہرہ، مصر سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

٦٦٣ـ بُغیة الرّائد فی تخریج أحادیث شرح العقائد (النّسفیّة) " تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَالیّ المصریّ الحنفی ، المولود بالقاهرة فی المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّٰی لیلة الخمیس ، الرّابع من ربیع الأوّل سنة ۸۷۹ ھ

٦٦٤ـ "الأجوبة عن اعتراضات البخاری علی أبی حنیفة "تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَالیّ المصریّ الحنفی ، المولود بالقاهرة فی المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّٰی لیلة الخمیس ، الرّابع من ربیع الأوّل سنة ۸۷۹ ھ

٦٦٥- " النجوم الزاهرة فيمن روى عن أسلافه الطاهرة " تاليف الشيخ العلامة مسند الشام في عصره شمس الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن عليّ بن طُولون الدمشقيّ الصالحيّ الحنفي، المولود بصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠هـ، المتوفّي بها في الحادي عشر من جمادى الأولى سنة ٩٥٣هـ

٦٦٦- " الأربعون حديثًا المخرّجة من مرويّات الامام القاضي أبي يوسف، صاحب الامام أبي حنيفة رضي الله عنهما " تاليف الشيخ العلامة مسند الشام في عصره شمس الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن عليّ بن طُولون الدمشقيّ الصالحيّ الحنفي، المولود بصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠هـ، المتوفّي بها في الحادي عشر من جمادى الأولى سنة ٩٥٣هـ

٦٦٧- " ثَبَتُ القُطْب النَّهْرَوالي " لِلشيخ المحدّث الفقيه المؤرّخ اللغوي قطب الدين محمد بن علاء الدين أحمد بن شمس الدين محمد بن قاضي خان محمود النَّهْرَوالي، الهندي ثم المكّي، الحنفي، مفتي الحرمين، المعروف بالقُطب النَّهْرَوالي، المولود بمدينة لاهور سنة ٩١٧هـ، المتوفّي بمكّة سنة ٩٩٠هـ (یہ کتاب دارالبشائر الاسلامیہ بیروت سے ۱۴۲۸ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

٦٦٨- " فرائد القلائد على أحاديث شرح العقائد " تاليف الامام العلامة نور الدين أبي الحسن عليّ بن سلطان محمد الهروي ثم المكّي، الحنفي، الشهير بلقب العلامة مُلّا عليّ القاري، المتوفّي سنة ١٠١٤هـ (یہ کتاب المکتب الاسلامی بیروت سے ۱۴۱۰ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

٦٦٩- " فهرس الفهارس " تاليف الامام المحدّث المسند شمس الدين أبي عبد الله محمد بن حسن الحنفي، المعروف بابن همّات زاده الدمشقي، التُّركُمانيّ الأصل، الشاميّ المولد، ثم المصري، المولود بدمشق سنة ١٠٩١هـ، المتوفّي بالقاهرة سنة ١١٧٥هـ

(قال أبو عبد الله الزّهوتي في " أوضح المسالك ": الفهرس في الاصطلاح الكتاب الذي يَجمع فيه الشيخُ شيوخَهُ و أسانيدَهُ و ما يتعلّق بذلك)

٦٧٠- " سلسلة الاسناد " تاليف الامام المحدّث المسند شمس الدين أبي عبد الله محمد بن حسن الحنفي، المعروف بابن همّات زاده الدمشقي، التُّركُمانيّ الأصل، الشاميّ المولد، ثم المصري، المولود بدمشق سنة ١٠٩١هـ، المتوفّي بالقاهرة سنة ١١٧٥هـ

(یہ کتاب دارالکتب المصریہ مصر میں مخطوط کی شکل میں موجود ہے)

٦٧١- " اصطلاحات المحدّثين " تاليف الامام المحدّث المسند شمس الدين أبي عبد الله محمد بن حسن الحنفي، المعروف بابن همّات زاده الدمشقي، التُّركُمانيّ الأصل، الشاميّ المولد، ثم المصري، المولود بدمشق سنة ١٠٩١هـ، المتوفّي بالقاهرة سنة ١١٧٥هـ

٦٧٢ـ " تحفة الرّاوی فی تخریج أحادیث البیضاوی " تالیف الامام المحدّث المسند شمس الدّین أبی عبد اللّٰه محمّد بن حسن الحنفی ، المعروف بِابن هِمّات زاده الدّمشقی ، التُّرکمانیّ الأصل ، الشّامیّ المولد ، ثمّ المصری ، المولود بدمشق سنة ١٠٩١ھ ، المتوفّٰی بِالقاهرة سنة ١١٧٥ھ (اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ مولف کے تلمیذ شیخ الاسلام ولی الدین کے مکتبہ واقع آستانہ میں، اور دوسرا نسخہ نقیب الاشراف اسعد آفندی کے مکتبہ واقع آستانہ میں موجود ہے)

٦٧٣ـ " ثَبَتُ المَرْوِیّات و أسماء الشّیوخ " لِلشّیخ الزّاهد امام السّنّة و مُقْتَدَی الأئمّة عبد الخالق بن أبی بکر المِزجَاجی الزَّبِیدیّ الحنفی ، المولود بِزبِید سنة ١١٠٠ھ ، المتوفّٰی بِمکّة ١١٨١ھ

٦٧٤ـ " الکتاب اللّطیف فی تخریج أحادیث الهدایة " تالیف الشّیخ الشّاه أهل اللّٰه أخ الشّیخ الشّاه ولیّ اللّٰه بن الشّاه عبدالرّحیم بن وجیه الدّین الدّهلویّ الحنفی ، المتوفّٰی سنة ١١٨٧ھ

٦٧٥ـ " نزهة ریاض الإجازة المستطابة بِذکر المشائخ أهل الرّوایة و الإصابة " ثَبَتُ الشّیخ علّامة التّحقیق و فهّامة التّدقیق و نخبة الأماثل عبد الخالق بن علیّ بن زین الدّین بن محمّد باقی الزّبِیدی المِزجَاجی ثمّ الهندی ، الحنفی ، المولود سنة ١١٤١ھ ، المتوفّٰی سنة ١٢٠١ھ
(یہ کتاب "دارالفکر" بیروت سے ۱۴۱۸ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

٦٧٦ـ " مِنْحَة الباری فی جمع مکرّرات البخاری " تالیف الشّیخ المحدّث الحافظ المتقن الفقیه المتبحّر الفطن محمّد عابد بن أحمد علیّ بن محمّد مراد بن یعقوب الأنصاریّ السّندی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود بِبلدة سِیْوَن - بلدة علی شاطئ النّهر ، شمالیّ حیدر آباد ، السّند - سنة ١١٩٠ھ تقریبًا ، المتوفّٰی بِالمدینة المنوّرة یوم الاثنین الثّامن عشر من ربیع الأوّل سنة ١٢٥٧ھ ، المدفون بِالبقیع قبالة باب قبر سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللّٰه تعالٰی عنه
(یہ کتاب چھ ضخیم جلدوں میں "دارالنوادر" دمشق، بیروت، اور کویت سے ۱۴۳۲ھ میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے)

٦٧٧ـ " شرح ألفیّة السّیوطی فی مصطلح الحدیث " تالیف الشّیخ المحدّث الحافظ المتقن الفقیه المتبحّر الفطن محمّد عابد بن أحمد علیّ بن محمّد مراد بن یعقوب الأنصاریّ السّندی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود بِبلدة سِیْوَن بلدة علی شاطئ النّهر ، شمالیّ حیدر آباد السّند سنة ١١٩٠ھ تقریبًا ، المتوفّٰی بِالمدینة المنوّرة یوم الاثنین الثّامن عشر من ربیع الأوّل سنة ١٢٥٧ھ ، المدفون بِالبقیع قبالة باب قبر سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللّٰه تعالٰی عنه

٦٧٨ـ "بیان ثقات الرّواة الّذین تکلّم فیهم بِما لا یوجب ردّهم " تالیف الشّیخ المحدّث الحافظ المتقن الفقیه المتبحّر الفطن محمّد عابد بن أحمد علیّ بن محمّد مراد بن یعقوب الأنصاریّ

السّندی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود بِبلدة سِیْوَن بلدة علٰی شاطئ النّهر ، شمالیّ حیدر آباد ، السّند سنة ۱۱۹۰ھ تقریبًا ، المتوفّٰی بِالمدینة المنوّرة یوم الاثنین الثّامن عشر من ربیع الأوّل سنة ۱۲۵۷ھ ، المدفون بِالبقیع قبالة باب قبر سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللّٰه تعالٰی عنه

(یہ کتاب مجموع اجازات و رسائل الامام محمد عابد السندی (جو کہ تین جلدوں میں ہے) کے ضمن میں دار الحدیث الکتّانیه المغرب سے ۱۴۳۵ھ میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے)

۶۷۹۔ "کشف البَاس عمّا رواه ابن عبّاس مشافهةً عن سیّد النّاس ﷺ" تالیف الشّیخ المحدّث الحافظ المتقن الفقیه المتبحّر الفطن محمّد عابد بن أحمد علیّ بن محمّد مراد بن یعقوب الأنصاریّ السّندی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود بِبلدة سِیْوَن بلدة علٰی شاطئ النّهر ، شمالیّ حیدر آباد ، السّند سنة ۱۱۹۰ھ تقریبًا ، المتوفّٰی بِالمدینة المنوّرة یوم الاثنین الثّامن عشر من ربیع الأوّل سنة ۱۲۵۷ھ ، المدفون بِالبقیع قبالة باب قبر سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللّٰه تعالٰی عنه

(یہ کتاب مجموع اجازات و رسائل الامام محمد عابد السندی (جو کہ تین جلدوں میں ہے) کے ضمن میں دار الحدیث الکتّانیه المغرب سے ۱۴۳۵ھ میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے)

۶۸۰۔ "المواهب اللّطیفة علٰی مسند الامام أبی حنیفة" (فی مجلّدین ضخمین) تالیف الشّیخ المحدّث الحافظ المتقن الفقیه المتبحّر الفطن محمّد عابد بن أحمد علیّ بن محمّد مراد بن یعقوب الأنصاریّ السّندی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود بِبلدة سِیْوَن بلدة علٰی شاطئ النّهر، شمالیّ حیدر آباد ، السّند سنة ۱۱۹۰ھ تقریبًا، المتوفّٰی بِالمدینة المنوّرة یوم الاثنین الثّامن عشرمن ربیع الأوّل سنة۱۲۵۷ھ، المدفون بِالبقیع قبالة باب قبر سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللّٰه تعالٰی عنه

(مولف رحمہ اللہ نے اِس کتاب میں علامہ حصکفی رحمہ اللہ کی روایت پر اکتفا کیا ہے اور اس میں ان احادیث کی بہت سی متابعات وشواہد کو ذکر کیا ہے اور اُن اصحاب جوامع ، اصحاب سنن اور اصحاب مسانید مشہورہ وغیرہ کا بیان فرمایا ہے جنہوں نے ان احادیث کی تخریج کی ہے اور مشکل احادیث کی وضاحت میں ، منقطع احادیث کو موصول اور مرسل کو مرفوع بیان کرنے میں ، غایت توجہ اور محنت سے کام لیا ہے۔ یہ بڑی نفیس کتاب ہے جس میں ایسے علمی جواہر ودیعت ہیں جن کا نفع فقیہ اور محدّث دونوں کے لئے بہت زیادہ ہے)

۶۸۱۔ "ثَبتُ المَرْوِیّات و أسماء الشّیوخ" لِلشّیخ الفقیه سلیمان بن حسن الکریدیّ الحنفی ، المتوفّٰی سنة ۱۲۶۹ھ

۶۸۲۔ "ثَبتُ المَرْوِیّات و أسماء الشّیوخ" لِلشّیخ العلّامة الفقیه الواعظ أبی بکر بن محمّد بن عمر المُلّا الواعظ الأحسائیّ الحنفی ، المولود بِالأحسَاء سنة ۱۱۹۸ھ ، المتوفّٰی بِمکّة ، و قیل

بالأحساء سنة ١٢٧٠هـ (یہ کتاب بشکل مخطوطہ شہر احساء میں خزانة الملا میں موجود ہے)

٦٨٣۔ "الكلام السديد فی تحرير الأسانيد" تأليف الشيخ العلامة المحدث الفقيه الأصولی عبدالقادر بن فضل رسول العثمانیّ البدايونیّ الحنفیّ الماتريدی، المولود ببلدة بدايون سنة ١٢٥٣هـ، المتوفّی بها سنة ١٣١٩هـ

٦٨٤۔ "عُمدة العناقيد من حدائق بعض الأسانيد" للشيخ المحدث الفقيه أبی الخير محمّد بن علی، الشهير بظهير أحسن بن سبحان علیّ النيموی العظيم آبادیّ الحنفی، المولود بقرية نيمی - من أعمال عظيم آباد، الهند - يوم الأربعاء الرّابع من جمادی الأولی سنة ١٢٧٨هـ، المتوفّی يوم الجمعة، السّابع عشر من رمضان المبارك سنة ١٣٢٥هـ، أو سنة ١٣٢٢هـ

(یہ کتاب مولف رحمہ اللہ کی جلیل القدر تالیف آثار السنن کے آخر میں طبع ہوئی ہے)

٦٨٥۔ "تطييب الإخوان بذكر علماء الزّمان" تأليف الشيخ المحدث المؤرخ مولانا ادريس بن عبد العلیّ النگرامیّ الهندیّ الحنفی، المولود بنگرام يوم الاثنين، الرّابع عشر من شوّال سنة ١٢٧٥هـ، المتوفّی فی العاشر من رمضان المبارك سنة ١٣٣٠هـ

٦٨٦۔ "حُسْنُ الحديث شرح تهذيب مصطلح الحديث" كلاهما (أی المتن و الشّرح) للشيخ الفاضل المحقّق عبدالرّحمٰن بن عبدالرّحمٰن عيد المَحَلّاویّ الحنفی، المولود فی المحلّة الكبرٰی من أعمال مصر سنة ١٢٨٠هـ، قال المؤلّف فی آخر هذا التأليف: و كان ابتداء تأليف هذا الشّرح فی أوّل يوم من رمضان سنة ١٣٥١هـ و انتهاؤهٗ فی عاشر المحرّم سنة ١٣٥٢هـ

(یہ کتاب مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر سے پہلی بار یوم الخمیس ۱۲ر شعبان المعظم ۱۳۵۷ھ مطابق ۶ر اکتوبر ۱۹۳۸ء میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

٦٨٧۔ "المَورِد الهنی فی أسانيد الشيخ عبدالغنی" تأليف الشيخ أبی الفيض عبدالستّار بن عبدالوهّاب بن خدايار بن عظيم حسين يار بن أحمد يار المبارکشاهوی، البكری، الصّديقی، الدهلوی، الحنفی، المولود سنة ١٢٨٦هـ، المتوفّی بمكّة سنة ١٣٥٥هـ

٦٨٨۔ "اجازةُ أمَةِ اللّٰه الدِّهْلَويّة" للعالمة الفاضلة، مُسْنِدة المدينة المنوّرة، المُعمَّرة القانتة، العلّامة أمَةِ اللّٰه بيگم بنت المحدث المشهور العلّامة الشيخ عبدالغنی، العمريّة الدهلويّة المدنيّة الحنفيّة النَّقشبنديّة، المولودة سنة ١٢٥١هـ، المتوفّاة سنة ١٣٥٧هـ

(یہ بہت تفصیلی اجازہ ہے جس میں اسانید کتب طبقہ بعد طبقہ ذکر کی گئی ہیں جو کہ مولفہ رحمة اللّٰه تعالی عليها کی انتہائی مہارت، اتقان اور وسعت علمی پر دلالت کرتا ہے)

۶۸۹۔ " رجال الطّحاوی " تالیف الشّیخ المحدّث المحقّق مولانا عبد العزیز بن القاضی نور محمّد السّھالویّ الحنفی ، المتوفّی یوم السّبت ، الثّالث من رمضان المبارک سنة ۱۳۵۹ھ

۶۹۰۔ "تنشیط الفؤاد من تذکار علوم الإسناد " أو "ارشاد العباد إلی معرفة طرق الإسناد " لِلشّیخ العلّامة المؤرّخ عبداللّٰہ بن غازیّ الھندیّ المکّیّ الحنفی ، المولود سنة ۱۲۹۰ھ، المتوفّی سنة ۱۳۶۵ھ

۶۹۱۔ "التّحقیق و التّعلیق علی مسند أمیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللّٰہ عنہ، للباغنْدی " لِلشّیخ الفاضل العلّامة المحقّق محمّد بن محمّد عوّامة الحَلَبیّ الحنفی ، نزیل المدینة المنوّرة ، المولود (حفظه اللّٰہ) بمدینة حَلَب فی الرّابع عشر من ذی الحجّة سنة ۱۳۵۸ھ ، فرَغَ من ھذا التّحقیق و التّألیف فی الثّانی من شھر رمضان المعظّم سنة ۱۳۹۵ھ (یہ کتاب دار الیسر مدینہ منورہ، دار المنھاج جدہ، سعودی عرب اور دار قرطبہ بیروت، لبنان سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۶۹۲۔ " علم حدیث کی مبادیات "تالیف الشّیخ العلّامة المحدّث الفقیہ الأصولی السّید مولانا مفتی محمّد عمیم الاحسان المجدّدیّ البرکتیّ البِھاری ثمّ الداکویّ البنجلادیشیّ الحنفی ، المولود لیلة الاثنین، الثّانی و العشرین من محرّم سنة ۱۳۲۹ھ ، المتوفّی یوم السبت ، العاشر من شوّال سنة ۱۳۹۵ھ

۶۹۳۔ "التّحقیق و التّعلیق علی مُسْند الحُمَیدی " (فی مجلّدین) لِلشّیخ المحدّث المحقّق النّاقد الکبیر أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۹ھ ، المتوفّی فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۴۱۲ھ (یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۶۹۴۔ "التّحقیق و التّعلیق علی سُنَن سعید بن منصور " لِلشّیخ المحدّث المحقّق النّاقد الکبیر أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۹ھ ، المتوفّی فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۴۱۲ھ (یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت ، لبنان سے پہلی بار ۱۴۰۵ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے)

۶۹۵۔ "مجموعة إجازات و أسانید حبیب الرّحمٰن الأعظمی " لِلشّیخ المحدّث المحقّق النّاقد الکبیر أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۹ھ ، المتوفّی فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۴۱۲ھ

۶۹۶۔ "تحقیقِ اھلِ حدیث " (بالأردیّة) تالیف الشّیخ المحدّث المحقّق النّاقد الکبیر أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۹ھ ، المتوفّی فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۴۱۲ھ

۶۹۷۔ "تحقیق سنن النّسائی (المجتبیٰ) " لِلعلّامة المحدّث الفقیہ الأصولیّ الأدیب المسند

الشَیخ عبدالفتَاح أبی غُدّة الحَلَبیّ الحنفی ابن محمّد بن بشیر بن حسن ، المولود بِحَلَب فی السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦هـ ، المتوفّی بریاض قُبَیل فجر یوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفین المدینة المنوّرة (یہ کتاب بیروت سے پہلی بار اور مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب، شام سے دوسری بار ۱۴۰۶ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

٦٩٨۔ " تحقیقُ خلاصةِ تذھیبِ تھذیبِ الکمال فی أسماء الرّجال " لِلعلّامة المحدّث الفقیه الأصولیّ الأدیب المسند الشَیخ عبدالفتَاح أبی غُدّة الحَلَبیّ الحنفی ابن محمّد بن بشیر بن حسن، المولود بِحَلَب فی السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦هـ ، المتوفّی بریاض قُبَیل فجر یوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفین المدینة المنوّرة (یہ کتاب بیروت سے پہلی بار ۱۳۹۰ھ میں، دوسری بار مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب، شام سے ۱۳۹۱ھ میں، اور تیسری بار ۱۳۹۹ھ میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

٦٩٩۔ " التَحقیق و التَعلیق علی مصنَف ابن أبی شیبة " (فی ستّةٍ وَ عشرین مجلّدًا) لِلشَیخ الفاضل العلّامة المحقّق محمّد بن محمّد عوّامة الحَلَبیّ الحنفی ، نزیل المدینة المنوّرة ، المولود (حفظه اللّٰه) بمدینة حَلَب فی الرّابع عشر من ذی الحجّة سنة ١٣٥٨هـ ، فَرَغَ من ھذا التَحقیق و التَألیف سنة ١٤٢٧هـ (یہ کتاب دارالقبلہ بیروت سے پہلی بار ۱۴۳۰ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۷۰۰۔ " التَحقیق و التَعلیق علی تدریب الرَاوی فی شرح تقریب النَواوی " (فی خمس مجلّداتٍ کبار) لِلشَیخ الفاضل العلّامة المحقّق محمّد بن محمّد عوّامة الحَلَبیّ الحنفی ، نزیل المدینة المنوّرة ، المولود (حفظه اللّٰه) بمدینة حَلَب فی الرّابع عشر من ذی الحجّة سنة ١٣٥٨هـ، فَرَغَ من ھذا التَحقیق و التَألیف یوم الخمیس ، السّادس عشر من رجب سنة ١٤٣٣هـ ، بِالمدینة المنوّرة (یہ کتاب دارالیسر مدینہ منورہ اور دارالمنہاج جدہ، سعودی عرب سے پہلی بار سالِ رواں ۱۴۳۷ھ میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

اللہ تعالیٰ کے فضل و مرحمت سے یہاں تک اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی پوری سات سو (۷۰۰) تالیفات و تصنیفاتِ جلیلہ و معتبرہ کا تذکرہ ہوچکا، باقی ماندہ دیگر تالیفات و تصنیفات کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نصرت سے آئندہ سامنے لایا جائے گا۔ ان شاء اللہ

محترم قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ پورے غور و خوض، دقتِ نظر اور انتہائی محنت و عرق ریزی سے کام جاری ہے، آپ حضرات کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

و صَلَی اللّٰه تعالی و سَلَّمَ علی خیر خلقه محمّدٍ وَ علی آله و أصحابه أجمعین۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مغربی استعمار کا فکری وثقافتی تسلط

عالم اسلام تقریباً ایک صدی سے یہودی اور مغربی استعماری طاقتوں کے سازشی شکنجہ میں پھنسا ہوا ہے۔ مغربی استعمار کا عسکری تسلط اگر چہ آزادی کی جد وجہد کے نتیجہ میں تقریباً مٹ چکا ہے لیکن سیاسی اور اقتصادی ذرائع سے غلبہ وتسلط قائم ہے اور سب سے بڑھ کر استعماری وصہیونی طاقتوں کی طرف سے ذہنوں کو بدلنے اور ذہنی وفکری غلامی مسلط کر دینے کا عمل نہایت شاطرانہ انداز میں چل رہا ہے، چنانچہ عالم اسلام کے باشندوں سے اسلامی جذبہ کے اثرات کم کرنے کے لیے آپس میں وہ ایک دوسرے کے معاون ہیں، انھوں نے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے موثر طریقے اور کارگر ذرائع ابلاغ اور تعلیمی وسائل اختیار کیے ہیں جو نسلوں کو ان کی ابتدائی عمر سے ہی متاثر کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات ہر ایک کے مشاہدے میں ہے کہ موجودہ نسلیں ان وسائل کے اثر سے بہت زیادہ ذہنی انتشار اور اپنی بھی جمائی مضبوط قدروں سے دوری میں مبتلا ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں باتصویر میڈیا بہت زیادہ اثر انگیز ذریعہ بن رہا ہے جو ہمہ وقتی پروگرام کے ساتھ لوگوں کے گھروں میں زندگی کی ایک ضرورت بن کر داخل ہو چکا ہے۔ وہ خاص طور پر لوگوں کے فرصت کے اوقات ان کے تفریحِ طبع کے سامان کی حیثیت سے اپنے با مقصد اثرات منتقل کرتا ہے۔ اس کے پروگرام نئی نسلوں کی قدیم روایات کو متزلزل کرنے اور ان کی ثقافت اور مذہبی خیالات کو نئی نسل کے ذہنوں سے دور کرنے کا اہم رول ادا کرتے ہیں اس طرح مغرب کے پیش کردہ وہ تصورات جو مشرق کے دل ودماغ سے ہم آہنگی نہیں رکھتے۔ مشرق کے نوجوانوں کے دل ودماغ پر حاوی ہوتے جاتے ہیں۔ خواہ وہ اخلاقی اقدار کے دائرہ کے ہوں یا عادات واطوار کے دائرے کے، وہ مذہبی عقائد سے تعلق رکھتے ہوں یا انسانی احساسات وجذبات سے تعلق رکھتے ہوں۔ مغرب کے باتصویر ذرائع ابلاغ نے سب سے زیادہ جو نقصان پہنچایا ہے وہ اخلاقی دائرۂ کار ہے۔ جن میں مشرقی شرم وحیا اور جرم وخطا کی ناپسندیدگی اور اپنے کو ایسے کسی الزام سے بچائے رکھنے کی کوشش خاص طور پر قابل ذکر ہے، اس سلسلے میں مغربی میڈیا کے اثر سے جو بے حسی پیدا ہو رہی ہے اسی کا اثر ہے کہ آج کا نوجوان اپنے والدین کے سامنے ٹی وی کے اسکرین

پر مرد و زن کی بد چلنی اور ظلم کے مناظر دیدہ دلیری سے دیکھتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بری بات نہیں ہے وہ ان کی موجودگی میں نوجوان مرد و عورت کے ملتے ان کے جنسی رجحانات کے اظہار، بوس و کنار تک کو برجستہ دیکھتا ہے اور اسی طرح دوسرے بے شرمی اور بے راہ روی کے مناظر اس کی نگاہوں سے گزرتے ہیں۔ پھر مخلوط تعلیم کے نظام میں لڑکیاں اپنے ہم عمر لڑکوں اور لڑکے اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ خلوت و عزلت کے لمحات سے بھی گزرتے ہیں اور ایسے مواقع بھی ملتے ہیں جس میں کوئی چیز ان دونوں کے درمیان حجاب نہیں بنتی۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ جب وہ والدین کے سامنے جذبات کو برانگیختہ کرنے والے مناظر دیکھ چکے ہوتے ہیں اور کسی شرم وحیا کا ان پر گزر نہیں ہوتا تو بھلا ان نوخیز افراد کے لیے کیا بات مانع ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے مناظر کو اپنی زندگی میں نہ لے آئیں۔ پھر فلموں اور ٹیلی ویژن میں محض آوارگی و بے راہ روی کے مناظر ہی نہیں ہوتے بلکہ قتل و غارت گری اور جرائم کے نئے نئے طریقے پیش کیے جاتے ہیں، اس کے اندر اخلاق و کردار اور دین و مذہب کو پراگندہ کرنے والے کردار ادا کیے جاتے ہیں جنہیں فلم کے اداکار اس کی مختلف جھلکیوں میں پیش کرتے ہیں۔

بے باکی اور اخلاقی انارکی کے ایسے مناظر و احوال سے کچے ذہنوں پر جو اثرات پڑتے ہیں ان کا مغربی تہذیب و ماحول کے اندر صاف مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، لیکن افسوس کہ اب یہ چیزیں مشرقی تہذیب میں بھی انہیں ذرائع ابلاغ و تصویر کے ذریعہ داخل ہو چکی ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی ان کے اثرات صاف دیکھنے میں آرہے ہیں اس طرح خود ہمارا معاشرہ اب اخلاق و عادات اور ہوس پرستی و لذت کوشی کی وجہ سے ایک فاسد اور متعفن معاشرہ میں تبدیل ہو رہا ہے۔

دراصل یہ ایک صہیونی سازش ہے جیسا کہ ان کے پروٹوکول کی ہدایات سے پتہ چلتا ہے اس صہیونی سازش کو پہلے عیسائی دنیا پر کامیابی ملی پھر اس سے متاثر عیسائی سوسائٹی اس کی ہم نوا بن گئی اور پھر وہ دونوں مشرقی اقوام میں اس طرح کے اثرات بڑھانے کے لیے ایک دوسرے کے مدد و معاون ہو گئے۔ حتی کہ روس کے زوال کے بعد دونوں کا اصل نشانہ خاص طور پر مسلمان معاشرہ کو بنایا گیا، اس سازش کے مرتب کرنے والوں نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اسلامی فکر و خیال سے برگشتہ کرنے والی نئی نئی اصطلاحات ایجاد کیں، جو مسلمان اسلامی اقدار و تشخص کے ساتھ جینا چاہتا ہے۔ اس کو ان اصطلاحات کے ذریعہ مطعون و مبغوض بناتے ہیں۔ مغربی ارباب سیاست اور مفکرین اسلامی زندگی کو پسند کرنے والے افراد کو بنیاد پرست کہتے ہیں۔ اس میں بنیاد پرستی کا برا پہلو ابھارتے ہیں جس سے پس ماندہ ذہنیت اور ہٹ دھرمی کا اشارہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا کر دیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کی عبادت اور مذہبی فرائض کا التزام کرے اس کو بنیاد پرست کہہ کر مطعون کرتے ہیں اس کو مذہبی ہٹ دھرمی کرنے والا شخص مراد لیتے ہیں اور

اگر وہ اس طعنہ وزیادتی پر ناگواری ظاہر کرے تو اس کو دہشت گردی اور شدت پسندی کا الزام دیتے ہیں، بلکہ سنجیدگی کے ساتھ مذہب پر عمل کرنے والوں اور مذہبی اقدار وثقافتی روایات کی حفاظت کرنے والوں اور دینی جوش وجذبہ سے سرشار افراد کو کھلے طریقے سے دہشت گرد قرار دیتے ہیں، پھر اسی فرضی الزام واتہام پر انہیں گرفتار کرکے جیل کی سلاخوں کے اندر تک پہنچا دیتے ہیں اور اگر وہ سختی سے ناگواری دکھائیں تو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور نئے نئے نفسیاتی طریقوں سے ان کے دل ودماغ کو ان کے پاکیزہ اور مذہبی معاملات سے وابستگی ومحبت کو یکسر صاف کردینا چاہتے ہیں اور جب تک وہ اپنی دینی فکر اور اس کی وفاداری سے تائب نہیں ہوجاتے انہیں رہا نہیں کرتے حتی کہ وہ دل سے یا منافقت کا طریقہ اختیار کرکے اپنے عقیدہ ومذہب سے کنارہ کش نہ ہوجائے۔

اس طرح کا رویہ اختیار کرکے اسلام دشمن عناصر اس خوش فہمی میں پڑ جاتے ہیں کہ انھوں نے مسلم نوجوانوں کے دلوں سے دینی فکر کے اثرات کو اکھاڑ پھینکا ہے، لیکن جب یہ نوجوان ان سلاخوں کے باہر آتے ہیں تو ان کے دل ان ظالموں کے خلاف نفرت اور عداوت سے بھرے ہوتے ہیں۔ اور جب ان کے بھائیوں، دوستوں اور ہم وطنوں کو جیل میں ان کو پہنچی تکلیفوں کا علم ہوتا ہے تو ان میں بھی سخت غصہ و تنفر پیدا ہوجاتا ہے اور یہی چیز جب حد سے تجاوز کرجاتی ہے تو ان نوجوانوں میں اس ظلم و زیادتی کے خلاف انتقامی جذبہ پیدا ہوجاتا ہے، انجام کار وہ اس غصہ کی بنا پر انتقام پر آمادہ ہوجاتے ہیں، اسی وجہ سے دنیا کے مختلف حصوں میں حادثات رونما ہوتے ہیں اور جھڑپیں ہوتی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان جھڑپوں اور واقعات کا ذمہ دار کون ہے؟ جب تک نوجوانوں کو بھڑکانے کے اسباب موجود ہیں اس کے نتائج بہر حال سامنے آتے رہیں گے۔ اس لیے مغربی مفکرین اور ظالم سیاسی لیڈروں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ جس چیز کو مذہبی دہشت گردی کہتے ہیں اس کی صحیح صورت حال اور اس کے اسباب کو سمجھنے کی کوشش کریں اور وہ اس مرض کا صحیح علاج تلاش کریں، اور ان اسباب کو دور کریں جو لوگوں میں ردعمل کے طور پر غصہ اور گرمی پیدا کرتے ہیں، بجائے اس کے کہ وہ اپنی طاقتوں کو غیر حقیقی باتوں میں ضائع کریں جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ نوجوانوں کے اندر بغض وتشدد محض اس ظلم وزیادتی کی ناپسندیدگی اور ردعمل کے نتیجہ میں پروان چڑھتا ہے جو مذہب پسندوں کے دلوں میں پائی جانے والی مذہب کی بالادستی کو ختم کرنے کے لیے ان پر کیا جاتا ہے۔ اور ان کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں اور اس سب کے برعکس ان مغربی طاقتوں کا اسرائیل اور عیسائیوں کے ساتھ معاملہ بالکل جدا ہے۔ ان کے ساتھ پوری رواداری اور رعایت ہے۔ اس کے مقابلہ میں مشرقی مسلمانوں اور عرب ملکوں کے ساتھ ان کا سلوک بالکل سخت اور جارحانہ ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ اسرائیل کی سیاست وحکومت دونوں میں خالص مذہبی عصبیت بلکہ مذہبی ونسلی جارحیت پر عمل

پایا جاتا ہے۔ لیکن مغرب ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرتا۔ یہودی مذہب کے ماننے والے یورپ کے اکثر ملکوں میں موجود ہیں۔اور وہ میڈیا ،اقتصاد اور قانون ساز مراکز میں پروان چڑھ رہے ہیں،اور اپنے اعمال وکردار میں مذہبی اصول واقدار پر عمل کرتے ہیں۔اور خود حکومتِ اسرائیل محض مذہبی ونسلی تعصب کی بنیاد پر قائم ہوئی۔ان لوگوں نے اس کی کوئی پروا نہیں کی کہ انھوں نے دوسروں کی زمین کو غصب کیا۔اور اپنی طاقت کے ذریعہ انہیں زیر نگیں کرنے کے بعد وہاں اپنی حکومت قائم کر لی اور اس کو اپنا وطن بنالیا۔اور وہاں کے اصل باشندوں کو جلا وطن کر دیا۔صرف یہی نہیں کہ یورپ نے ان کو بنیاد پرست یا دہشت گرد قرار نہیں دیا بلکہ اس نے ان لوگوں کے ساتھ پورا تعاون کیا۔جب ہم گہرائی کے ساتھ غور کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دہشت گردی ان لوگوں کے نزدیک وہی ہے جس میں صرف مسلم قوم کو موردِ الزام بنایا جاسکتا ہو اور تعصب بھی ان کی نگاہ میں صرف وہی ہے جس کا نشانہ مسلمان بنایا جاسکتا ہو۔

اس وقت مسلمان اس روئے زمین پر پھیلی ہوئی تمام اقوام عالم کی مشترکہ دشمنی کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔کیونکہ وہی حق کو اپنانے اور اعلیٰ انسانی اخلاق سے مزین وآراستہ ہونے کی دعوت دیتے ہیں جس کی وجہ سے اس وقت تک بے راہ روی نفس پرستی اور گھٹیا خواہشات پوری کرنے کا خواب ادھورا رہ جاتا ہے، جب تک کہ اسلام اور مسلمانوں کے ذریعہ انسانی اخلاق واقدار کا قلع قمع نہ کر دیا جائے،اسی وجہ سے مسلمان تمام قوموں کا ایسا مشترک دشمن سمجھا جانے لگا ہے کہ سبھی اسے نیست ونابود کر دینا چاہتے ہیں۔خواہ وہ مغربی تہذیب کے لیڈر ہوں یا مشرق ومغرب میں اس کے دلدادہ افراد،ان کا بنیادی نظریہ ہے کہ دنیا میں تمام حدود وقیود سے آزادی ہونی چاہئے اسی کو سیکولرزم سمجھ لیا گیا ہے اور خاص طور سے مسلمانوں کو ان کے مذہب سے دور کرنا اصل سیکولرزم ہے۔ہم اس سیکولرزم کی شکلوں کو ترکی،فرانس وغیرہ میں اسی یک طرفہ قسم کی پاتے ہیں۔اس میں عیسائی اور یہودی عورتوں کو پورا اختیار ہے جو بھی لباس استعمال کرنا چاہیں استعمال کریں،مسلم عورتوں کے لیے یہ تو آزادی ہے کہ وہ عیسائی،یہودی یا دیگر خواتین کی نقل کریں۔ان کا جیسا لباس پہنیں ان کی جیسی رسمیں اختیار کریں،لیکن اسلام کا لباس یا اس کی رسمیں اختیار نہیں کر سکتیں،وہ اگر اپنے سر پر کوئی رومال بھی ڈال لیں تو یہ عمل دہشت گردی اور بنیاد پرستی کے زمرے میں آجاتا ہے۔اور اس کو سرکشی،نافرمانی اور ملک کے دستور کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔

آخر یہ کیا چیز ہے اور کب تک لوگ اس سے دھوکہ کھاتے رہیں گے،کیا اس کو آزادی سے تعبیر کیا جائے گا؟ کیا یہی ڈیموکریسی ہے،یہی سیکولرزم ہے یا مساوات انسانی ہے؟ یہ سب ترقی یافتہ تہذیب کے زیر سایہ ہورہا ہے۔اور دنیا اس خوش فہمی میں ہے کہ دنیا میں کسی قوم کو اس طرح انصاف نہیں مل سکا جیسا کہ اس تہذیب جدید میں مل رہا ہے۔

جناب محمد عاصم حفیظ

اردگان کو ''ہٹلر'' بنانے کی مہم
اور ''انقلابی ہولوکاسٹ''

ترکی کے طیب اردگان کا سب سے بڑا قصور تو یہی ہے کہ اس نے سامراجی طاقتوں کے ایجنڈے کو اپنی عوامی مقبولیت کے ذریعے روند ڈالا ہے۔سیکولر قوتوں سے یہ شکست ہضم نہیں ہو گی ۔اب طیب اردگان کو نشان عبرت بنایا جائے گا۔تا کہ کوئی دوسرا حکمران عوامی خدمت اور سیکولر سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانے کی جرات نہ کر سکے۔اگر کوئی سمجھ رہا ہے کہ اردگان اور ترکی اب محفوظ ہیں تو یہ اس کی سب سے بڑی بھول ہو گی ۔دراصل جب کوئی بے قابو ہاتھی کو روک دیتا ہے تو وہ پھر غصے سے آگ بگولا ہو جاتا ہے۔اردگان کو اب ایسے ہی آتش فشانی غصے کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بغاوت کی ناکامی کے فوری بعد مغربی میڈیا کی پروپیگنڈا مہم شروع ہو چکی تھی ۔باغیوں کے حقوق کا رونا،انسانی حقوق سمیت پتہ نہیں کن کن حقوق کا رونا رویا جا رہا ہے۔سامراجی قوتوں کو یہ شکست ہضم نہیں ہو رہی ۔دراصل اب اعصاب کی جنگ لڑی جائے گی ۔طیب اردگان کو ''ظالم ترین'' حکمران کے طور پر پیش کیا جائے گا۔اس کے لئے وہاں باغیوں کے خلاف ہونیوالی کارروائیوں کو چڑھا کر پروپیگنڈا مہم چلائی جا رہی ہے۔

مغربی میڈیا کی ''حقائق'' پر مشتمل رپورٹنگ کا اندازہ اس تازہ ترین خبر سے لگایا جا سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بغاوت کے الزام میں قید دس ہزار سے زائد افراد کو ''ریپ'' کا نشانہ بنایا گیا ہے۔آپ گواہ رہیں کہ آئندہ چند روز میں مزید ''انکشاف انگیز'' رپورٹس سامنے آئیں گی ۔کوئی نہ کوئی لڑکی بھی سامنے لائی جائے گی کہ جو ''ظلم و ستم'' کی داستان سنائے گی ۔کئی لوگ جانیں بچا کر یورپ پہنچیں گے جنہیں ''سیاسی پناہ'' دی جائے گی ۔ترکی میں انسانی حقوق کا راگ الاپا جائے گا۔ہر روز مغرب کے کسی نہ کسی اخبار یا ٹی وی چینل پر کوئی نہ کوئی ایسی خبر یا ویڈیو ضرور نشر ہو گی جس میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ ترک صدر طیب اردگان ہی دور حاضر کے ہٹلر ہیں ۔باغیوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کو گویا

''ہولوکاسٹ'' کے طور پر پیش کیا جائے گا۔یعنی ترکی میں جیسے قتل وغارت کا بازار گرم ہو اور ہر وقت لاشیں ہی گر رہی ہیں۔

مغربی میڈیا اور عالمی سامراجی قوتوں کو اس کا بھرپور تجربہ ہے۔دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں اسلام کے خلاف ایسی ہی مہم کامیابی سے چلائی تو جا رہی ہے۔اب ترک صدر اردگان ہی دنیا بھر میں ہونیوالی ہر برائی کی جڑ قرار پائیں گے۔دنیا میں کوئی یہودیوں کے نام نہاد قتل عام ہولوکاسٹ کے بارے سوال تک نہیں کرسکتا۔کئی ممالک میں اس بارے بات کرنا باقاعدہ جرم ہے کیونکہ میڈیا میں اس حوالے سے بے پناہ پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ترک عوام اور صدر طیب اردگان کا قصور تو یہی ہے کہ انہوں نے ایک بنے بنائے کھیل کو بگاڑا ہے،ایک ایجنڈے کی تکمیل میں رکاوٹ بنے ہیں،وہ اسلام کا نام لیتے ہیں اور عوامی خدمت کے ذریعے مقبول ہیں۔بھلا یہ کیسے برداشت ہوسکتا ہے کہ کوئی اسلام پسند اپنی بہترین کارکردگی کے ذریعے عوامی پسندیدگی حاصل کرلے۔دراصل اس سے عالمی نظام کو خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ایسے سرپھرے حکمرانوں کو سبق سکھانا ضروری سمجھا جاتا ہے اور میڈیا کے ذریعے انہیں بدنام کرانا فرض۔شاہ فیصل،معمر قذافی،صدام حسین سمیت کئی ایسے نام ہیں کہ جنہیں بدنام کرکے اس دنیا سے رخصت کیا گیا۔ترک صدر کو بھی اب دور حاضر کا ''ہٹلر'' بننے کے لئے تیار رہنا ہوگا۔

وہ باغی کہ جو ملک میں آتش وخون کی ہولی کھیلنا چاہتے تھے ان کے خلاف معمولی سی کارروائی اور کسی کو ذرا برابر خراش بھی آئی تو اسے ''ہولوکاسٹ'' قرار دیا جائے گا۔نت نئی کہانیاں سامنے آئیں گی۔جذباتی ڈاکومنٹریز بنائی جائیں گی۔ترکی کی کسی خاتون مظلوم ''معصوم باغی'' کو عالمگیر شہرت دلائی جائے گی۔ہوسکتا ہے اسے نوبل انعام یا اسی قسم کے دیگر اعزازات بھی ملیں اور انہیں جذباتی اور جھوٹی سچی کہانیوں کی آڑ میں اردگان کو ظالم،ترکی کو قتل گاہ،باغیوں کو ہیرو اور ترک عوام کو شائد پاگل قرار دیا جائے گا۔

یہ سب ہوگا طاقتور میڈیا مہم کے ذریعے جو کہ شروع ہوچکی ہے۔یا اللہ ترک قوم،ترک صدر طیب اردگان اور محب وطن حلقوں کی مدد فرمائے۔آمین

ڈاکٹر قاری محمد طاہر*

تخت پاکستان کی کہانی حالات کی زبانی

یہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء کا دن تھا منٹو پارک لاہور میں ایک جلسہ ہوا جو عظیم الشان تھا اور واقعی عظیم شان والا تھا۔اس جلسہ میں مسلمانان لاہور نے تو جوق در جوق آنا ہی تھا لیکن قابل حیرت یہ بات تھی کہ لاہور کے علاوہ بے شمار اوران گنت مسلمان اردگرد کے مضافات بلکہ دوسرے شہروں سے بھی شریک ہوئے۔یہ بات بڑی اہم ہے کہ منٹو پارک لاہور نے مسلمانان ہند کا اس قدر جم غفیر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔یہ آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ تھا جس میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی۔یہ قرارداد لاہور میں پاس ہوئی۔قرارداد پیش کرنے والے ڈھاکہ کے مولوی فضل الحق تھے۔مولوی فضل الحق لاہور کے رہنے والے نہیں تھے۔وہ لاہور سے کوسوں دور ڈھاکہ کے رہنے والے تھے۔پاکستان کی محبت میں ڈھاکہ سے آئے تھے۔اس قرارداد کے خلاف پورے ہند میں ایک سراسیمگی سی پھیل گئی۔یہ مسلمانوں نے کیا مطالبہ کردیا۔پورا ہندو پریس اس قرارداد کے خلاف یک آواز اوراس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگیا۔مسلمان پریس بھی میدان میں آ گیا۔

اپریل ۱۹۴۲ء کانگریس جو ہندو قوم پرست جماعت تھی نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی۔دسمبر ۱۹۴۵ء کو مرکزی صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے۔اپریل ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے نو منتخب ارکان کا اجلاس بلالیا جس میں تین رکنی وفد پر مشتمل ایک کابینہ مشن پلان تیار کیا گیا۔دسمبر ۱۹۴۶ء میں نہرو کی قیادت میں کانگریس کی عبوری حکومت قائم ہوئی۔اس کے بعد خونی فسادات شروع ہو گئے۔ہندو بلوائیوں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا۔مسلمان مجاہدوں نے بھی اپنی کوششیں جاری رکھیں۔انگریز حکومت مجبور ہوگئی۔۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔پاکستان دو حصوں پر منقسم تھا۔ایک مغربی پاکستان کہلایا ،دوسرے کا نام مشرقی پاکستان رکھا گیا۔۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا رکن بنا۔

پاکستان کو پہلا مسئلہ درپیش ہوا کہ پاکستان کی قومی زبان کون سی ہو۔کیوں کہ ہندوؤں نے کچھ عرصہ پیشتر ہندی اردو تنازعہ کھڑا کر کے متحدہ ہندوستان میں اودھم مچا دیا تھا۔اس اودھم کی بازگشت مشرقی

---

* مدیر ماہنامہ "التجوید" فیصل آباد

پاکستان میں موجود تھی۔ زبان کا مسئلہ بہت حساس تھا، قائداعظم نے مشرقی پاکستان جا کر اعلان کیا کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہو گی۔ اس طرح آپ نے زبان کے مسئلہ کو بھی حل کیا اور انگریزی زبان کی بالادستی ختم کر دی۔

۲۵ فروری ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا۔ ۹ جولائی ۱۹۴۸ء کو پاکستان کا پہلا ڈاک ٹکٹ جاری ہوا۔ قائداعظم پاکستان کی تعمیر و ترقی میں دن رات کوشاں تھے کہ آپ کی صحت بری طرح متاثر ہو گئی اور آپ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو پاکستان کو سنوارتے بناتے ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۴۸ء کو خواجہ ناظم الدین نے پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالا۔ یاد رہے خواجہ ناظم الدین کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا اور وہ پورے پاکستان کے گورنر جنرل تھے۔ قائداعظم کی وفات کے بعد مفاد پرست سیاست دانوں میں اقتدار کی جنگ شروع ہو گئی۔ اقتدار کے بھوکے سیاست کاروں نے کرسی اقتدار کے حصول کے لیے رسہ کشی شروع کر دی۔

اس رسہ کشی میں گورنر پنجاب سر فرانسس موڈی کا بھی بڑا کردار تھا۔ سر فرانسس موڈی دراصل لڑاؤ اور حکومت کرو پر عمل پیرا تھے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے حربے اختیار کر رہے تھے اس وقت چاروں صوبوں کے گورنر انگریز دور کے تھے۔ پاکستانیوں نے ان سب کو کلیدی عہدوں سے برخواست کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ یہ مطالبہ بہت ضروری تھا اگرچہ دیر میں کیا گیا۔

۱۹۴۸ء تقریباً سیاست کاروں کی خودغرضیوں کی نذر ہو گیا۔ روزانہ وزارتیں اور حکومتیں تبدیل ہوتی تھیں۔ انہی حالات کو دیکھ کر ہندوستان کے وزیراعظم نے کہا کہ میں مسئلہ کشمیر حل کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ میرے بعد یہ مسئلہ پاکستان اور انڈیا کے مابین مستقل نزاع کی شکل اختیار کر لے گا۔ لیکن میں بات کس سے کروں۔ پاکستان میں اتنی جلدی حکومتیں بدلتی ہیں کہ میں اپنی دھوتیاں بھی اتنی جلدی نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں۔ خودغرض سیاست کاروں نے حالات اس قدر خراب کر دیئے کہ قائداعظم کے ساتھی اور بااعتماد وزیراعظم لیاقت علی کو راولپنڈی کے بھرے جلسے میں قتل کر دیا گیا۔ یہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۸ء کا جلسہ تھا۔ ۶ ستمبر ۱۹۵۰ء جنرل محمد ایوب پاک فوج کے سپہ سالار بنے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۰ء میجر جنرل سکندر مرزا پاکستان کے صدر بنے ان کا تعلق بھی مشرقی پاکستان سے تھا۔

اپریل ۱۹۵۳ء محمد علی بوگرہ پاکستان کے وزیراعظم بنے۔ ان کا تعلق بھی مشرقی پاکستان سے تھا۔

۱۷ اگست ۱۹۵۵ء محمد علی بوگرہ نے وزارت عظمٰی سے استعفیٰ دے دیا اور چوہدری محمد علی وزیراعظم بنے۔

۲۲ دسمبر ۱۹۵۷ء کو ملک فیروز خاں نے پاکستان کے وزیراعظم کا عہدہ سنبھالا۔

۱۷ ستمبر ۱۹۵۸ء کو ملک میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔ کمانڈر انچیف افواج پاکستان جنرل محمد ایوب خان

نے زمامِ اقتدار سنبھالی۔

۲۴ فروری ۱۹۶۰ء اسلام آباد کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا۔اس سے قبل دارالحکومت کراچی تھا۔یہ اقدام بہت ضروری تھا کیوں کہ کراچی ایک ساحلی علاقہ تھا۔اس لیے غیر محفوظ تھا جبکہ دارالحکومت انتہائی محفوظ علاقہ میں ہونا چاہیے اس لیے موجودہ اسلام آباد کا علاقہ اس مقصد کے لیے انتہائی موزوں تھا۔ لہٰذا اس جگہ دارالحکومت بنایا گیا جو اس وقت دنیا کے خوبصورت اور محفوظ شہروں میں شمار ہوتا ہے۔

۲۳ مارچ ۱۹۶۰ء کو مینار پاکستان کی بنیاد رکھی گئی۔مینار پاکستان پاکستان کی یادگار ہے۔اس کی بنیاد عین اس جگہ رکھی گئی جہاں قرار داد پاکستان منظور کی گئی تھی۔

۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء کو پاکستان کا آئین نافذ کیا گیا۔عجیب بات ہے کہ ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک پاکستان کا آئین تک تیار نہ ہو سکا۔یہ سب سیاست کاروں کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ تھا۔۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء کو جنرل محمد ایوب خان نے پاکستان کا آئین نافذ کیا۔پاکستان میں ترقی کی رفتار تیزی سے جاری تھی۔ ہندوستان کو پاکستان کی یہ ترقی کسی طور پسند نہ تھی۔چنانچہ ہندوستان نے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بغیر بتائے پاکستان پر جنگ مسلط کر دی۔یہ جنگ سترہ دن تک جاری رہی۔اس جنگ میں پاکستان کی افواج نے ہندوستان کو عبرتناک شکست سے دوچار کر دیا۔اس کے نتیجہ میں دونوں ملکوں کے درمیان اعلان تاشقند ہوا۔پاکستان کے سیاست کاروں نے اس موقعہ سے سیاسی فائدہ اٹھایا اور ایوب خان کے خلاف رائے عامہ کو گمراہ کر کے تحریک چلا دی۔تحریک میں بہت شدت آ گئی تو جنرل محمد ایوب خان نے ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور زمام اقتدار کمانڈر انچیف جنرل محمد یحیٰی کے سپرد کر کے اقتدار سے الگ ہو گئے۔

۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو صدر ایوب مستعفی ہو گئے اور جنرل یحیٰی ملک کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن گئے۔اسی دوران پاکستان کے ایک سیاست کار نے خفیہ طور پر اگرتلا میں ہندوستان کے ساتھ مل کر سازش تیار کی جسے اگرتلا سازش کا نام دیا گیا۔حکومت پاکستان کو اس سازش کا علم ہو گیا۔سازش میں شامل پاکستانی سیاست کار کو گرفتار کر لیا گیا۔اس پر مقدمہ قائم کیا گیا۔

۳ دسمبر ۱۹۷۱ء کو بھارت نے پاکستان پر جنگ مسلط کر دی۔یہ جنگ ۳ دسمبر ۱۹۷۱ء کو شروع ہوئی اور ۱۶ دسمبر تک جاری رہی۔اس جنگ کے نتیجہ میں پاکستان کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ہندوستان نے گنگا طیارہ کو بہانہ بنا کر مغربی پاکستان کا مشرقی پاکستان سے رابطہ منقطع کر دیا۔جس سے پاکستان کی فوج مشرقی پاکستان میں چاروں طرف سے گھر کر رہ گئی اور ہتھیار ڈالنے کی نوبت آ گئی۔۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو تخت پاکستان یک لخت دولخت ہو گیا۔مشرقی پاکستان پاکستان کی بجائے بنگلہ دیش بن گیا جبکہ مغربی پاکستان صرف پاکستان کہلایا۔

۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ذوالفقار علی بھٹو ملک کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن گئے،حالانکہ وہ فوجی نہیں

بلکہ سویلین آدمی تھے۔یہ متحدہ پاکستان تک کی داستان اقتدار ہے۔ہم یہاں یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں۔اس دور تک پاکستان کی عمر ۲۴ برس ہوتی ہے۔ان چوبیں برسوں میں مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے صاحبان اقتدار کے نام یہ ہیں جو انتہائی اہم کلیدی عہدوں پر فائز رہے۔خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل پاکستان، حسین شہید سہروردی وزیر اعظم پاکستان۔محمد علی بوگرہ وزیر اعظم پاکستان۔سکندر مرزا پاکستان کے صدر۔ظاہر ہے یہ سب حضرات پاکستان کے سب سے بڑے کلیدی عہدوں پر برسر اقتدار تھے۔ پھر بھی مشرقی پاکستان میں یہ پراپیگنڈہ خوب پھیلایا گیا کہ مشرقی پاکستان کو اقتدار میں حصہ نہیں دیا گیا۔یہ ایک غلط پراپیگنڈہ تھا جو زور شور سے پھیلایا گیا اس طرح مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان نفرت کا بیج کاشت کیا گیا۔یہ پراپیگنڈہ ہندوستان کی طرف سے پھیلایا گیا تا کہ پاکستان کے ایک حصے کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے۔اگرتلا منصوبے کے تحت ہندوستان سے بہت سے ہندوستانی فوجی مشرقی پاکستان آ گئے جو با قاعدہ تربیت یافتہ تھے،انہوں نے مشرقی پاکستان میں بہت اودھم مچایا۔

یہ سازش کامیاب رہی۔اگرتلا میں یہ سازش تیار کی گئی۔اس طرح ملک پاکستان پاکستان نہ رہا۔ بلکہ آدھا حصہ بنگلہ دیش کے نام سے کٹ کر علیحدہ کر دیا گیا۔شیخ مجیب بنگلہ دیش کے سربراہ بن گئے لیکن چند ہی ماہ بعد بنگلہ دیش کے سربراہ شیخ مجیب الرحمٰن کے خلاف بنگلہ دیش میں نفرت کے جذبات بھڑک اٹھے اور بنگلہ دیش کے سربراہ کو ڈھاکہ میں ان کے محل ہی میں قتل کر دیا گیا۔

آج کل ان کی بیٹی بنگلہ دیش میں برسر اقتدار ہیں اور اپنے والد کے قتل کا بدلہ لے رہی ہیں۔اس وقت تک ۱۸ چوٹی کے لیڈروں کو پھانسی دے چکی ہیں۔ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ پاکستان اور نظریہ پاکستان کے حامی تھے،ان کو پھانسیاں پاکستان کی حمایت کرنے کی پاداش میں دی گئیں لیکن آتش انتقام ہے کہ سرد ہونے میں نہیں آ رہی۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلم لیگ کی بنیاد ڈھاکہ میں رکھی گئی۔قرارداد پاکستان ڈھاکہ کے مولوی فضل الحق نے پیش کی جو منظور ہوئی۔متحدہ پاکستان کے چھ چوٹی کے سیاستدانوں کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا جو متحدہ پاکستان کے صدر یا وزراء اعظم بنے۔اس لیے یہ بات کیسے کہی جا سکتی ہے کہ مشرقی پاکستان والوں کو اقتدار میں حصہ نہیں ملا۔یہ سب ہمارے پڑوسی دشمن ملک کی سازشوں کا جال تھا۔جس کا زہر آہستہ آہستہ سرایت کرتا گیا اور قائد اعظم کا بنایا پاکستان اپنی اصل بنیادوں پر قائم نہ رہ سکا۔

سقوط پاکستان کا یہ حادثہ اہل پاکستان کو سبق دے گیا کہ جب قومیں اجتماعی حیثیت سے اپنے اہداف کو کھو دیتی ہیں تو راہ راست سے بھٹک جاتی ہیں کہ قوموں کا اجتماعی وجود بھی باقی نہیں رہتا۔اگر یہ سلسلہ دراز ہو جائے تو قومیں اپنا تشخص بھی کھو بیٹھتی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا ہدف یعنی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا محمد ایوب ڈیروی

دارالعلوم حقانیہ اور افغان جہاد؟
صحافتی بددیانتی اور احسان فراموشی کا نادر نمونہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ایک قیمتی مقولہ جو سلیم صافی جیسے احسان فراموش انسان پر صادق آتا ہے، حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ اس شخص کے شر سے بچو جس کے ساتھ احسان کرو۔ چنانچہ سلیم صافی کا شمار بھی اسی زمرے میں آتا ہے، (۲جولائی) کے اپنے کالم "جرگہ" میں انہوں نے حسب سابق، حسب روایت اور حسب معمول اپنے دیرینہ بغض، حسد، اور بے بنیاد الزام تراشی کا سلسلہ ایک بار پھر شروع کردیا کہ دارالعلوم حقانیہ، مولانا سمیع الحق کا جہاد افغانستان اور تحریک طالبان افغانستان کے ساتھ کوئی موثر کردار نہیں؟ تو موصوف کو اگر یاد ہو کہ جب آپ ایک گمنام چھوٹی سطح کے رپورٹر صحافی تھے اور چند ڈالروں کے عوض ایک انگریز صحافی کے ہمراہ افغانستان بغیر ویزہ اور بغیر اجازت کے جاسوسی کیلئے گئے تھے شمالی افغانستان میں احمد شاہ مسعود اور دیگر طالبان مخالف رہنماؤں سے ملاقاتیں کرکے واپس آرہے تھے کہ کنٹر میں طالبان نے جاسوسی کے آلات سمیت رنگے ہاتھوں گرفتار کیا تو آپ کی رہائی اور جان بخشی کیلئے آپ کے بہنوئی زاہد صاحب (سابق کنٹریکٹر پی ڈی سی اکوڑہ خٹک حالاً مقیم مردان) مولانا سمیع الحق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی رہائی کیلئے درخواست کی۔ بعد میں اسی رہائی کے سلسلے میں اے این آئی کے سینئر رہنما، سینئر صحافی جناب طاہر خان صاحب اور جناب عبدالرحمٰن صاحب بیورو چیف پشاور بھی مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی آپ کی جاں بخشی کے لئے مولانا سے تحریک طالبان افغانستان پر آپ کی رہائی کے لئے اپنے اثر ورسوخ کو بروئے کار لانے کی سفارش کی۔ لہٰذا ان سفارشوں کی بناء پر مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے سیکرٹری مولانا سید یوسف شاہ کے ذریعے جلال آباد کے اس وقت کے گورنر مولانا صدر اعظم حقانی کو فون ملایا اور انہیں اس تمام صورتحال پر آگاہ کیا اور فوری رہائی کا کہا گیا جس کے جواب میں ایک دن بعد گورنر نے فون پر بتایا کہ سلیم صافی نامی شخص ایک انگریز صحافی کے ساتھ طالبان کی جاسوسی کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے، اور ان حالات میں جاسوس کے لئے سنگین سزا تجویز کی گئی ہے۔ یہ انتہائی گھناؤنی اور خطرناک جرائم میں گرفتار ہوا ہے۔ جس پر مولانا نے واضح کیا کہ اس

شخص کو میں نہیں جانتا مجھے پشاور کے معزز صحافیوں نے اپروچ کی ہے اس کی رہائی کے سلسلے میں لہٰذا آپ میری یہ سفارش دیگر اعلیٰ حکام تک پہنچا دیں۔لہٰذا بڑی کوششوں کے بعد کنڑ کے علاقے سے آپ کو پاکستان بدر کردیا گیا۔تو جناب صافی صاحب اگر کچھ یاد آیا ہوتو ٹھنڈے دماغ سے سوچئے۔اگر بقول آپ کے مولانا سمیع الحق کا طالبان پر اثر ورسوخ نہ ہوتا تو آج آپ اپنے محسن مولانا سمیع الحق صاحب پر الزام تراشی اور بدترین سیاسی تعصب کا اظہار نہ کرتے نظر آتے۔اس وقت آپ کو معلوم تھا کہ طالبان سے مولانا سمیع الحق کا ہی تعلق ہے۔لیکن اب آپ کی آپ کا تجاہل عارفانہ کیوں؟

افسوس یہ ہے کہ پختون تو اپنے محسن کی سات نسلوں کا بھی احترام کرتے ہیں، آپ کیسے قبائلی پختون روایات کے امین ہیں؟ جو نیکی کے باوجود گزشتہ کئی برسوں سے مسلسل مولانا سمیع الحق کی ذات کو وقتاً فوقتاً ہدف تنقید بلکہ مشق ستم بنائے پھرتے ہیں اور کوئی نہ کوئی بہانہ آپ کو طنز وتشنیع اور الزامات کے لئے چاہیے ہوتا ہے۔اگر آپ کی گرفتاری والا یہ واقعہ جھوٹ پر مبنی ہے کہ مولانا سمیع الحق کا کردار آپ کی رہائی کے سلسلے میں نہیں ہے تو آپ قرآن پر ہاتھ رکھ کر اس سے براءت کا اظہار کریں یا طاہر خان وغیرہ صحافیوں سے اس واقعہ کی تردید کرائیں۔

باقی آپ کا یہ کہنا کہ عرفان صدیقی نے افغان طالبان کو پاکستان میں متعارف کرایا تو آیئے اس کا بھی ایک مختصر سا جائزہ لیں: جس وقت عرفان صدیقی ہفت روزہ "تکبیر" میں تحریک طالبان کو گالیاں اور الزامات لگا رہے تھے، اور آپ کی طرح گلبدین حکمت یار کے گن گاتے تھے، اس وقت ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک کافی عرصے سے تحریک طالبان افغانستان کے دفاع اور تعارف میں لگا ہوا تھا، ریکارڈ کے لئے مجلہ الحق مئی 1996ء ملاحظہ کریں اس کے بعد عرفان صدیقی صاحب مولانا سمیع الحق کی تحریک اور کاوشوں سے تحریک طالبان کے تعارف میں لگ گئے۔اور وزیراعظم کے مشیر بننے تک ملا عمر اور طالبان کے ترجمان بنے رہے۔

باقی آپ کی ناقص معلومات یہ ہیں کہ آپ نے دارالعلوم کے ایک شہید استاد کے متعلق یہ لکھا کہ مولانا سمیع الحق نے انہیں کہا کہ آپ دارالعلوم میں خطبہ نہ دیا کریں تو جناب دارالعلوم حقانیہ میں تو گزشتہ بیس برس سے جامع مسجد میں ایک ہی خطیب شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب ہیں جو خطبہ دیا کرتے ہیں اور مولانا مرحوم نے کبھی دارالعلوم کی مسجد میں خطبہ نہیں دیا تو کجا حکیم اللہ محسود کے کہنے پر وہ دوبارہ خطبہ جاری کرتے اور یہ کہنا کہ مولانا سمیع الحق مولانا فضل الرحمن کے پاس جان بخشی کے لئے آئے کہ مجھے حکیم اللہ سے بچاؤ تو جس لیڈر پر اس کی مشرف نواز پالیسیوں اور مغرب پرستانہ پالیسیوں کی

وجہ سے تین بار تحریک طالبان نے خودکش حملے کیے ہوں اور وہ خود بچا رہا بم پروف گاڑیوں میں چھپتا پھر رہا ہو تو وہ مولانا سمیع الحق کو کہاں بچاتا؟

۱) باقی عمران خان کو یہودی ایجنٹ کے لقب سے دارالعلوم حقانیہ کے مرکزی اور قدیم ترجمان رسالہ "الحق" یا مولانا سمیع الحق نے کبھی یہودی ایجنٹ نہیں کہا۔ (البتہ مولانا لطف الرحمن اپوزیشن لیڈر کے پی کے اسمبلی اور اس کی جماعت دن رات عمران خان کو یہودی ایجنٹ کہتے ہیں اور اسمبلی کے فلور پر لطف الرحمن نے کہا کہ حقانیہ سے یہ فنڈ لے کر تمام مدارس پر مساوی تقسیم کیا جائے تو پھر یہودی حکومت کا فنڈ اپنے مدارس کے لئے مانگنا کہاں کی دانشمندی ہے) اگر حوالہ دیا جائے تو اس کا تفصیلی جواب بھی دیا جائیگا۔

۲) آپ نے کالم میں زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق کا افغانستان کے جہاد سے سرسری تعلق ہے اور زیادہ تعلق گلبدین حکمت یار اور جماعت اسلامی کا ہے، بیشک آپ ہزار کالم بھی لکھ ئیں لیکن پوری یورپی دنیا ہی مولانا سمیع الحق کو اس حوالے سے اہم ترین کردار سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند ٹھوس ناقابل تردید حقائق پیش خدمت ہیں، امید ہے اس سے آپ کو کافی تسلی ہوگی کہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حکمتیار صاحب کو جہادی سرگرمیوں میں عظیم مجاہد مولانا یونس خالص بانی حزب اسلامی نے لگایا جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے اولین شاگرد تھے، جسے مولانا مرحوم نے جہاد کیلئے اپنا جانشین قرار دیا اور جو حقانیہ کے اولین اولڈ بوائے تھے۔ اسی مرد مجاہد نے امریکہ جا کر صدر ریگن کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی مگر آپ کے ممدوح حکمت یار نے حزب اسلامی کو توڑ کر اپنے لیڈر کے اسی نام سے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنادی۔ دارالعلوم حقانیہ مولانا عبدالحق اور مولانا سمیع الحق کے بارہ میں ان لیڈروں کے دو چار اعترافات بطور نمونہ پیش ہیں:

۳) انجینئر گلبدین حکمت یار، سربراہ حزب اسلامی افغانستان کا نذرانہ عقیدت

''جہاد افغانستان کے نازک اور حساس اور سنگین حالات میں بھی محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی جرات، نصرت، دعاؤں اور تعاون کی تمام افغان ملت معترف ہے ان کے تلامذہ اور فضلاء حقانیہ کا کردار حزب اسلامی سمیت افغانستان کے تمام مسلمانوں کیلئے باعث افتخار ہے۔ (مکتوبات مشاہیر)

وہ بے شمار خطوط میں مولانا سمیع الحق کے جہادی کردار کی تحسین کرتے ہیں اور ان سے مشورے

اور رہنمائی مانگتے ہیں اور پاکستان کو امریکی پشت پناہی سے روکنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔
ملاحظہ ہو مکتوبات مشاہیر ص۱۵۲ تا ۱۶۵ (تصدیق کیلئے اصل خطوط بھی مہیا کئے جاسکتے ہیں)۔

۴) پروفیسر عبدالرب رسول سیاف، سربراہ اتحاد اسلامی افغانستان کا ہدیہ تبریک

"شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ان کی عظیم تاریخی مساعی جہاد افغانستان میں، مجاہدین کی بھرپور سرپرستی محاذ جنگ کے اکثر جرنیلوں کی خصوصی تعلیم وتربیت افغان ملت کے اکابر علماء ومشائخ کو خصوصی ہدایات جہاد افغانستان کے ہر نازک مرحلے میں ان کی پرسوز دعائیں اور مفید ترین مشوروں اور خالص دینی رہنمائی کے صدقے آج ہم آزاد افغانستان میں آزادی کی سانس لے رہے ہیں، افغان ملت کا ہر فرد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے تقدس، جہاد میں سبقت اور عظمت کا معترف ہے" (مکتوبات مشاہیر)

ایک بڑے منظم جہاد گروپ کے سربراہ پروفیسر عبدالرسول سیاف مولانا کے پاس آتے رہے۔۹ جنوری ۱۹۹۱ء کو دارالعلوم آکر ایک گھنٹہ کے خطاب میں مولانا اور دارالعلوم کے کردار کو سراہا۔ (مکتوبات مشاہیر، ج ہفتم، ص۱۷۴)

افغانستان کے سابق صدر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی مختلف مرحلوں میں بار بار دارالعلوم حقانیہ آتے رہے انہوں نے اپنے خطوط اور خطبات میں حقانیہ کے تاریخی کردار کو ایک حقیقت قرار دیا، ایک موقع پر خطاب میں کہا کہ حقانیہ ہمارے لئے بخارا کا مدرسہ میرعرب بن چکا ہے جس نے روسی انقلاب میں کردار ادا کیا وہی کردار آج روس کے دوسرے انقلاب میں حقانیہ ادا کررہا ہے۔ (مکتوبات مشاہیر ج ہفتم ص۱۸۰ تا ۱۸۸)

۵) وزیراعظم نواز شریف کا خراج تحسین اور اعتراف عظمت وکمال

افغانستان اور پاکستان کے ممتاز علماء اور رہنماؤں خصوصاً اکوڑہ خٹک کے مولانا عبدالحق مرحوم کے (جہاد افغانستان میں) کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں انکی تقلید میں انکے صاحبزادے (مولانا سمیع الحق) کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں۔ (ٹی وی اور ریڈیو پر قوم سے خطاب ۵ مئی ۱۹۹۲ء ساڑھے سات بجے شام) (الحق خصوصی نمبر ص۱۱۶)

جہاں تک افغان جہاد میں آپ کے ممدوح جہادی لیڈروں حکمت یار، برہان الدین ربانی، استاد سیاف، کے بنیادی کردار کا تعلق ہے تو مدار خاتمہ کا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آخر میں ان لیڈروں کے جہادی کردار کو بے نقاب کردیا کہ سوویت یونین کی شکست کے بعد ان لیڈروں نے باہمی قتل وقتال کا بازار گرم

رکھا۔ بے گناہ ہزاروں مسلمانوں کو اپنی ہوس اقتدار کی بھینٹ چڑھایا۔ افغانستان کو وار لارڈ کے نذر کیا۔ تیس لاکھ شہداء کے خون سے غداری کی اور جب مجبوراً طالبان آئے اور امن قائم کیا اور جہاد کو منطقی انجام ملک کی غیروں سے آزادی اور شریعت کے نفاذ تک پہنچانے کیلئے میدان میں کود پڑے تو یہ لیڈر اپنے قوم کے اس بہادر بچوں کے خلاف سینہ سپر ہوئے اور جب امریکہ نے روس کی جگہ تسلط جمایا اور دنیا بھر کے اسلام دشمن نیٹو کے شکل میں ملک پر مسلط کئے تو آپ کے یہ عظیم جہادی لیڈر امریکہ کے پٹھو حکمرانوں حامد کرزئی، اور اب اشرف غنی کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ ان کے پارلیمنٹوں میں بیٹھ گئے، دوتہائی مناصب اور عہدوں پر فائز ہوئے جناب حکمت یار نے تو حال ہی میں رسوائے زمانہ اشرف غنی سے شراکت اقتدار کا معاہدہ کیا۔ یہ تھا ان کے جہاد کا سوء عاقبۃ جس سے اللہ سب کو محفوظ رکھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب سے صافی صاحب کا بغض، حسد اور تعصب کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ طالبان نے صافی جیسے خوشہ چین اور ان لیڈروں کے ٹکڑوں پر پلنے والوں کے حکمرانی کے سبز باغات اور خیالی محلات کو چکنا چور کیا، اب طالبان کی وجہ سے پیدا ہونے والی حسرت اور غصہ کو مولانا ہی پر نکالتے رہتے ہیں۔

صافی کو دفاع پاکستان کونسل سے ناقابل برداشت تکلیف ہے کیونکہ وہ امریکی جارحیت، نیٹو سپلائی اور ڈرون حملوں کے خلاف واحد پلیٹ فارم ہے۔ جنوری ۲۰۰۱ء میں جب مولانا سمیع الحق کی دعوت پر ملک کی سیاسی، دینی اور جہادی طاقتیں اکٹھی ہوئیں اور کونسل کے سربراہ کے لئے مولانا سمیع الحق پر سب کا اتفاق ہوا تو سب سے زیادہ اس وقت کے حکمران امریکی پٹھو پرویز مشرف کے نفس ناطقہ اور وزیر داخلہ ریٹائرڈ جرنیل معین الدین حیدر تلملا اٹھے اور پریس کانفرنسیں کرتے رہے مولانا سمیع الحق کے خلاف اسلحہ لہرانے کا مقدمہ درج کرایا، اس کونسل میں آپ کے ممدوح مرحوم قاضی حسین احمد اور اس کی پوری جماعت پوری قوت سے مولانا کے شانہ بشانہ کھڑی تھی اور آج بھی پوری استقامت سے ساتھ دے رہی ہے اور تو اور افغان جہاد کی عمر بھر مخالفت کرنے والے مرحوم اجمل خٹک بھی تاسیسی اجلاس میں شریک ہوئے اور مولانا کی مکمل تائید کا اعلان کیا۔ بریلوی مکتب فکر کے دونوں عظیم قائد مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم، مولانا عبدالستار نیازی نے بھی کھل کر دفاع کونسل کا مرتے دم تک بھرپور ساتھ دیا۔

اور اگر آپ کے بقول مولانا سمیع الحق مقتدر قوتوں کی ایماء پر یہ سب کچھ کرتے آرہے ہیں تو چلیں ایک لحظہ کے لئے یہ مفروضہ یونہی سہی، اپنے وطن کی سرحدوں کی خلاف ورزی پر نکلتے ہیں۔ امریکہ اور مغرب کے مظالم کے خلاف نکلتے ہیں۔ پاناما لیکس والے لٹیروں کے دفاع میں تو سینہ تان کے کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔ جنرل مشرف اور زرداری بچاؤ جیسے گرتی حکومتوں کے نہ کبھی پشتبان و ترجمان بنے۔

مولانا سمیع الحق نے بارہا پریس کانفرنسوں میں پریس والوں کے سوال کو دوٹوک جواب دیا کہ اگر پاکستان کی درپردہ قوتیں بیرونی قوتوں کے خلاف دفاع کونسل کے ہیں تو اس مقدس اور حب الوطنی پر مبنی مشن میں پس پردہ قوتیں درپردہ کیوں رہیں۔ وہ کھل کر سامنے آجائیں ہم نے انکے پیچھے کھڑے ہوکر ملک کی آزادی اور تحفظ کیلئے کھل کر ساتھ دیں گے۔ آپ بھی کئی کالم اسٹیبلشمنٹ کی ضرورتوں کے تحت لکھتے رہتے ہیں حتیٰ کے افغانستان حکومت کے بھی آپ بہت قریب سمجھے جاتے ہیں، اس کی بھی توجیہ آپ ہی کرسکتے ہیں؟ پھر مولانا کے خلاف تازہ کالم کے نکات بھی منسٹر کالونی کے ''دائمی سرکاری مہمان'' کی ''خاص فرمائش'' اور ''خاص ہدایات'' کے سلسلے میں لکھوایا گیا ہے۔ جو ''دیانتدارانہ'' صحافت کا ''شاہکار'' ہے۔ اسی طرح آپ نے دو تین مرتبہ مولانا کے متعلق لکھا ہے، وہ نہ کبھی افغانستان جہاد کے لئے گئے ہیں، اور قاضی حسین احمدؒ کی اسلحہ والی ویڈیو کا ذکر کیا ہے، تو جناب چند تصاویر مولانا جلال الدین حقانی اور دیگر زعماء جہاد کے ساتھ خوست اور تورہ بورا کے محاذوں پر ملاحظہ ہوں جو مولانا کی انگریزی کتاب ''افغان طالبان وار آف اڈیالوجی'' میں ملاحظہ کریں۔

اس کے علاوہ آپ تسلسل کے ساتھ مولانا سمیع الحق صاحب کے بیٹوں کے متعلق لکھتے چلے آرہے ہیں کہ وہ کبھی جہاد کے لئے نہیں گئے۔ تو ریکارڈ کی درستگی کے لئے نوٹ کرلیں کہ ان کے دونوں صاحبزادے مولانا حامد الحق حقانی اور مولانا راشد الحق سمیع جہاد افغانستان کے دوران بار بار جاتے رہے، اور خوست کے محاذ پر ان پر روسی جنگی جہازوں کی خطرناک بمباری میں اللہ تعالیٰ نے انہیں نئی زندگی بھی بخشی۔ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، مفتی جمیل بانی اقراء سکول، اور مولانا شیر علی شاہ بھی اس کے گواہ تھے۔ ابھی تورغر بھی رٹیکن فوجی قبضے میں تھا ان دنوں کی بات ہے تو جناب جہاد پہ جانے کیلئے آپ سے سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان دنوں آپ ہوائی چپل پہن کر غلیل سے محلّے کے گھروں کے مٹکے توڑا کرتے تھے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کہ پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

جناب انصار عباسی*

عمران خان دشمنی میں جھوٹ تو مت بیچو

دارالعلوم حقانیہ کو خیبر پختونخواہ حکومت کی طرف سے آئندہ بجٹ میں تیس کروڑ روپے امداد دینے کا معاملہ اب پاکستان میں موجود سیکولر اور دیسی لبرلز کے ایک طبقے کے ساتھ ساتھ مغربی میڈیا کے پروپیگنڈہ کی زد میں آچکا ہے۔اس پر نہ مغرب سے کوئی شکایت نہ دیسی لبرلز سے کوئی گلہ کیوں کہ اس کے سوا ان سے کوئی اور توقع ہی نہیں کی جا سکتی۔افسوس کا مقام یہ ہے کہ عمران خان اور تحریک انصاف سے محض سیاسی مخالفت کی بنیاد پر نواز شریف حکومت کے کچھ وزرا نے اس معاملے پر آگ پر تیل چھڑکنے کا کام کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ بلاول کی ماں بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو پناہ دینے والوں کو عمران خان نے تیس کروڑ روپے کی امداد دے دی۔سیاسی مخالفت میں حکومتی وزرا دیسی لبرلز اور مغربی میڈیا کے بغض سے بھی آگے نکل گئے اور یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ طالبان کو پیدا کرنے والوں کی عمران خان فنڈنگ کر رہا ہے۔یعنی کوشش یہ ہے کہ اس اقدام پر عمران خان کو بدنام کرنے کیلئے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں بھی اس غلط تاثر کو پوری دنیا کے سامنے پیش کیا جائے جس سے متاثر ہو کر کل امریکہ اکوڑہ خٹک کو بھی ڈرون کا نشانہ بنائے تو سب کہیں ہاں ٹھیک ہی ہوا۔اگر دارالعلوم حقانیہ واقعی دہشت گردوں کو پیدا کر رہا ہے،اگر اس ادارے کا بے نظیر بھٹو کے قتل سے تعلق ہے تو کوئی حکومتی وزرا سے پوچھے کہ پھر کاروائی کیوں نہیں کرتے۔اگر جو سیاسی مخالفت میں کہا جا رہا ہے سچ ہے تو قاتلوں کو کیوں نہیں پکڑتے،دہشت گردوں سے رعایت کیوں کر رہے ہو۔بے نظیر کا قتل تو 2007 میں ہوا اس عرصے میں پی پی پی اور ن لیگ دونوں نے ایک ایک کر کے حکومت کی لیکن ذمہ داری عمران خان پر کیوں ڈالی جا رہی ہے؟حقیقت سب جانتے ہیں کہ سیاست اور نظریات کی جنگ میں جھوٹے الزامات لگائے جا رہے ہیں،ایک ایسے مدرسے جس کی

---

* معروف کالم نگار روزنامہ جنگ

ایک تاریخ ہے، جس نے بڑے بڑے علماء پیدا کیے اُسے صرف اس لیے نشانہ بنایا جا رہا ہے تا کہ اپنے سیاسی حریف کو زیر کیا جا سکے۔ بے نظیر قتل کیس میں یہ بات میڈیا میں سامنے ضرور آئی کہ کسی ایک قاتل نے دارالعلوم حقانیہ کے ہاسٹل میں قتل سے پہلے ایک رات یا کچھ دن گزارے۔ اگر ایسا ہوا تو کیا اس سے مدرسہ اور اس کی انتظامیہ کو بے نظیر کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ کیا حکومتی اداروں نے پوری تفتیش نہ کی ہوگی۔ اگر تفتیش میں کوئی الزام مدرسہ پر ثابت نہ ہوا تو پھر یہ سب جھوٹ اب کیوں بولا جا رہا ہے؟ اگر کسی مجرم، کسی دہشت گرد کا کسی مدرسے سے کبھی تعلق رہا ہو تو اُس کے جرم کی سزا اُس مدرسہ کو کیسے دی جا سکتی ہے۔ جھوٹ کو بیچنے والے حکومتی وزرا اور دیسی لبرلز اس کو اگر جرم مانتے ہیں تو پھر صفورا سانحہ میں شامل ایک دہشت گرد کا تعلق کراچی کی یونیورسٹی سے رہا تو کیا اُس یونیورسٹی کو ہی صفورا سانحہ کا ذمہ دار ٹھہرانا جائز ہوگا؟ لاہور میں سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پر حملہ میں شامل ایک دہشت گرد لاہور یونیورسٹی کے ہوسٹل میں کسی کے ساتھ کچھ عرصہ رہا، اس پر کیا لاہور یونیورسٹی کو ہی بند کر دینا جائز ہوگا اور کیا ایسا کیا گیا، دوسرا الزام جو دارالعلوم حقانیہ پر لگایا جاتا ہے کہ وہ یہ ہے کہ اس ادارہ سے افغان طالبان کے اہم ترین رہنما پیدا ہوئے جو ایک حقیقت ہے لیکن کیا یہ بھی حقیقت نہیں کہ دارالعلوم حقانیہ نے بے نظیر بھٹو کے دوسرے دور میں طالبان کے متعلق اُس پالیسی کے مطابق کام کیا جو ریاست پاکستان کی پالیسی تھی، طالبان کو دارالعلوم حقانیہ نہیں بلکہ ریاست پاکستان نے پیدا کیا۔ کیا اُس دور میں طالبان کو بے نظیر بھٹو کو حکومت اور اُن کے وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ بابر اپنے بیٹے اور اپنے لوگ نہیں کہا کرتے تھے؟؟ کیا بے نظیر بھٹو دور کی طالبان پالیسی کو فوج، ریاست کی ایجنسیوں اور ن لیگ نے مکمل طور پر سپورٹ نہیں کیا؟ جب یہ سب کچھ سچ ہے تو پھر اب ساری ذمہ داری مولانا سمیع الحق اور اُن کے مدرسے پر ڈالنا بد دیانتی کے علاوہ کچھ نہیں۔ افغان طالبان کے بارے میں اس مدرسے کی پالیسی آج بھی وہی ہے جو ریاست پاکستان کی پالیسی ہے۔ ویسے ملا عمر ہمارے دیسی لبرلز اور کچھ وزرا کے لیے تو دہشت گرد ہوں گے لیکن یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے ملک میں قابض غیر ملکی فوج کے خلاف جہاد کیا۔ شرم تو اُن کو آنی چاہیے جنہوں نے مشرک قابض فوج کے ساتھ مل کر اپنے ہی ملک کو تباہ و برباد اور لاکھوں معصوم مسلمانوں کا قتل کروایا، چھ سات سال پہلے پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی ایک اہم اہلکار نے مجھ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اُس خاتون اہلکار کے ساتھ اس ملاقات میں امریکی ایمبیسی کے دو افسران بھی

موجود تھے جو میٹنگ کے نوٹس لے رہے تھے۔اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ہونے والی اس ملاقات میں میں نے امریکی وزارت خارجہ کی اُس خاتون سے افغانستان کے حوالے سے سوال کیا کہ اگر امریکہ کا کوئی دشمن ملک اُس پر حملہ کر دے تو حملہ آور فوج کے خلاف لڑنے والے امریکیوں کو کیا وہ دہشت گرد اور دشمن فوج کے ساتھ مل جانے والے امریکیوں کو حب الوطن گردانیں گی؟ اس پر اُس کا خاتون کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ وہ خاتون اہلکار میری باتوں کا میٹنگ کے دوران تو کوئی جواب نہ دے سکی لیکن بغیر میری اجازت کے اُس نے اس background meeting کا احوال امریکہ کا معروف اخبار نیو یارک ٹائمز کو کچھ تو ڑموڑ کر شیئر کیا، اخبار نے ۹/ اگست 2009 کو US Officials gets the taste of Pakistanis anger کے عنوان سے ایک خبر شائع کی۔افغان طالبان اگر کسی دہشت گردی کے واقعہ میں ملوث ہیں تو اُن کی حمایت اس لیے جائز نہیں کہ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی معصوم کی جان لی جائے لیکن پاکستانی دیسی لبرلز سے میرا ایک سوال ہے کہ اگر خدانخواستہ کل کوئی بیرونی دشمن پاکستان پر حملہ کرنے کی ناپاک جسارت کرتا ہے تو وہ حملہ آور کے ساتھ دینے والوں کے ساتھ ہوں گے یا اُن کے خلاف لڑنے والوں کے ساتھ جہاں تک دارالعلوم حقانیہ کا تعلق ہے اگر اس مدرسے نے یا اس کی انتظامیہ نے پاکستان کے اندر تحریک طالبان پاکستان سمیت کسی دہشت گرد یا دہشت گردی کے واقعہ کی حمایت کی ہے تو اُس پر بھی اس ادارے کے خلاف کارروائی کریں لیکن برائے مہربانی جھوٹ نہ بولیں اور نہ ہی اسلام کا نام لینے والوں کو دیوار سے لگانے کی کوشش کریں۔مدرسوں میں اگر کوئی دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے یا فرقہ بندی پھیلانے کا کام کر رہا ہے تو یہ حکومت کا فرض ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کرے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ حکومت ذرا کچھ ایسے خطرناک معاملات کی طرف بھی توجہ دے جس کا نشانہ ہمارے اسکولوں کالجوں میں پڑھنے والے بچے بن رہے ہیں۔آج ہی مجھے کسی نے ایک ویڈیو کے بارے میں بتایا جس میں ایک استاد کلاس روم میں بچوں کے ساتھ انتہائی اسلام مخالف باتیں کر رہا ہے جو قانونی طور پر قابل گرفت ہیں۔ن لیگی وزرا ذرا ان معاملات پر توجہ دیں کہ اُن کے ناک کے بالکل نیچے یہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔(بشکریہ روزنامہ جنگ، ۲۷ جون ۲۰۱۶ء)

جناب نوید مسعود ہاشمی *

جناب زرداری اور دارالعلوم حقانیہ

سابق صدر آصف علی زرداری کہ جو فوج کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی دھمکی دیکر اڑن چھو ہو گئے تھے، نے طالبان سے قربت رکھنے والے مدرسے دارالعلوم حقانیہ کو 30 کروڑ روپے کی خطیر رقم دینے پر تشویش اور مایوسی کا اظہار کیا ہے، سابق صدر نے یہ الزام عائد کیا کہ یہ مدرسہ نہ صرف یہ کہ نجی جہاد کو فروغ دینے کیلئے مشہور ہے بلکہ دارالعلوم حقانیہ کے سربراہ طالبان کے ہمدرد کی حیثیت سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔ امریکی پٹاری کے دانش فروشوں اور سیکولر لادین عناصر کا اس حوالے سے واویلا زیادہ قابل توجہ اس لئے نہیں تھا کیونکہ پاکستانی قوم ان کے مشکوک کردار و افعال سے بخوبی واقف ہے اور یہ بھی جانتی ہے کہ پاکستان میں موجود صیہونی طاقتوں کے ایجنٹوں سے دینی مدارس، مساجد بلکہ مذہب اسلام کے احکامات کے حوالے سے بھی کسی قسم کی خیر کی توقع رکھنا ''سانڈ'' سے دودھ نکالنے کے مترادف ہے، لیکن آصف علی زرداری چونکہ پاکستان کے سابق صدر رہ چکے ہیں اس لئے اس حوالے اس ان کی ''تشویش'' پر مجھے بھی سخت تشویش لاحق ہو چکی ہے۔ اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ خیبر پختونخواہ میں، پرویز خٹک کی حکومت نے بقول زرداری طالبان کے ہمدرد مدرسے کو 30 کروڑ روپے فنڈز جاری کر کے زیادتی کی ہے۔

خیبر پختونخواہ کی حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ دارالعلوم حقانیہ کی بجائے پیپلز امن کمیٹی لیاری کے سرپرست اکابرین کو یہ فنڈ جاری کرتی۔ لیاری گینگ وار کے دہشت گرد تیار کرنے والی سیاسی ''نرسوں'' کے زعماء کو فنڈز جاری کرتی، دارالعلوم حقانیہ کا قصور تو بنتا ہے کیونکہ نہ ڈاکٹر عاصم کی طرح کا ''دیانتدار'' نہ شرجیل انعام میمن جیسا بھگوڑا، نہ حسین حقانی جیسا غدار، نہ ذوالفقار مرزا جیسا خونخوار، نہ عزیر بلوچ جیسا بدنام زمانہ قاتل اور نہ ماڈل ایان علی جیسی ڈالر گرل ان میں سے کسی ایک کو بھی تو اس مدرسے نے تیار نہیں کیا، پرویز خٹک کو چاہیے کہ وہ اس ''جرم'' کی وجہ سے دارالعلوم حقانیہ کے 30 کروڑ روپے کے

* معروف کالم نگار روزنامہ اوصاف

فنڈ روک کران یونیورسٹیوں کو جاری کر دیں کہ جن یونیورسٹیوں نے ''الذوالفقار'' کے دہشت گردوں کو تیار کیا تھا، جن یونیورسٹیوں نے ڈاکٹر عاصم، عزیز بلوچ اور حسین حقانی جیسے ''محب وطن'' تیار کئے ہیں۔ اگر پرویز خٹک یہ نہیں کرتے تو کم از کم انہیں یہ رقم جناب زرداری جیسے غریب الدیار شخص کو بھجوا دینی چاہیے۔ کیونکہ دینی مدارس سے زیادہ انہیں ''بلاول ہاؤسز'' کی فکر لاحق رہتی ہے۔

دینی مدارس کے لاکھوں طلباء کے اخراجات تو پاکستان کے نیک دل مخیّر حضرات کے تعاون سے پورے ہو ہی جائیں گے لیکن پچھلے تین چار سالوں سے جو بلاول ہاؤسز کی تعمیر کا سلسلہ رُک سا گیا ہے، 30 کروڑ کی آمد کے ساتھ ہی وہ رکا ہوا سلسلہ ایک دفعہ پھر بحال کرنے میں آسانی رہے گی۔

اور ہاں دارالعلوم حقانیہ کے سربراہ کا یہ واقعی قصور ہے کہ اس نے ان افغان طالبان سے ہمدردی رکھی کہ جن افغان طالبان نے اپنے وطن کے دفاع میں امریکہ سمیت نیٹو کے عالمی غنڈوں کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا، اگر ملا محمد عمر بھی پرویز مشرف اور زرداری حکومت کی طرح امریکہ کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیتے تو پھر سب اچھا ہو جاتا لیکن چونکہ انہوں نے اسامہ بن لادن کو امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر کے تاریخ میں ''انسان فروش'' مشہور ہونے کے بجائے، امریکہ سے ٹکرانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس لئے ان سے ہمدردی رکھنے کی وجہ سے مولانا سمیع الحق کا قصور بھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔

ویسے جناب زرداری نے امریکہ کو دارالعلوم حقانیہ کے حوالے سے معلومات تو خوب فراہم کر دی ہوں گی۔ اس لئے اگر امریکہ اب بھی، اکوڑہ خٹک میں قائم دارالعلوم حقانیہ پر ڈرون حملہ نہیں کرتا تو اس کی مرضی، ورنہ......

ہم نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا!

دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق بہت بزرگ ہو چکے ہیں ورنہ اگر وہ ''جوان'' ہوتے تو میں ان کی خدمت میں گزارش پیش کرتا کہ وہ افغان طالبان سے ہمدردی رکھنے کی بجائے امریکہ کی غلامی کا طوق اگر اپنے گلے میں ڈال لیتے تو پرویز، زرداری اور نواز شریف کی طرح، دبئی، امریکہ یا لندن میں اب تک دو چار فلیٹس کے مالک تو بن ہی چکے ہوتے، اور کچھ نہیں تو ''جمہوری قائدین'' کی طرح ان کے بھی غیر ملکی بنکوں میں کروڑوں نہیں تو لاکھوں ڈالرز ضرور پڑے ہوتے۔ ''شہنشاہ عالم پناہ'' امریکہ سے دشمنی مول لے کر انہیں کیا ملا؟ کہاں سوئس بنکوں میں پڑے ہوئے دو سو کروڑ ڈالرز اور کہاں پرویز خٹک حکومت سے ملنے والے صرف 30 کروڑ روپے کی گرانٹ، مولانا سمیع الحق سے میری

صرف دو چار ملاقاتیں ہی رہی ہیں اس لئے میں ان کے بارے میں زیادہ کچھ تو نہیں لکھوں گا، ہاں البتہ دارالعلوم حقانیہ کے روشن کردار کے حوالے سے میں بہت کچھ جانتا ہوں، اس دارالعلوم نے امریکہ یا برطانیہ کے غلام نہیں بلکہ اسلام کی محبت سے سرشار ''سرفروش'' پیدا کئے ہیں، اس مدرسے سے پڑھنے والے ہزاروں علماء اور صلحاء آج بھی پاکستان سمیت دنیا کے کونے کونے میں ''تعلیم'' کی شمعیں روشن کر کے طالبان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو منور کر رہے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کی حب الوطنی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آج تک پاکستان کی کسی خفیہ ایجنسی یا سیکورٹی کے ادارے نے اس کے کردار پر انگلی نہیں اٹھائی، جناب زرداری خود پانچ سال تک پاکستان کے صدر رہے، پیپلز پارٹی پاکستان کے اقتدار کی مالک رہی، مگر دارالعلوم حقانیہ کے خلاف نہ انہوں نے آپریشن کیا، نہ وہاں کبھی چھاپہ مارا، اور نہ ہی اس مدرسے کے بارے میں متنازعہ شکوک وشبہات کا اظہار کیا، بلکہ زمینی حقیقت یہ ہے کہ آصف علی زرداری کی زوجہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے نہ صرف یہ کہ اس مدرسے کا دورہ کیا بلکہ وہاں ایک ہال کی تعمیر کیلئے مالی وسائل بھی مہیا کئے، ان ساری حقیقتوں کو جھٹلا کر اگر کوئی سمجھتا ہے کہ وہ امریکہ کی رضامندی کیلئے مدارس دشمنی کو پروان چڑھا کر اس ملک اور قوم کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے تو یہ اسکی خام خیالی ہے۔ (بشکریہ روزنامہ اوصاف ۲۹ جون ۲۰۱۶ء)

<u>موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ، کی نئی پیشکش</u>

ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت بیاد

شیخ التفسیر والحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ

حیات وخدمات نمبر

تذکرہ سوانح، فضل وکمال، منسرانہ عظمت شان، محدثانہ جلالت قدر، علمی، تدریسی، تصنیفی، اصلاحی، سیاسی، جہادی کارناموں پر مشتمل ادبی مآثر، دلچسپ حالات وواقعات، افادات و ملفوظات، درسی نکات اور جواہر پاروں کا حسین مرقع، ایمان افروز داستان حیات اور نامور اہل قلم کی خراج عقیدت پر مشتمل عظیم تاریخی دستاویز......

قیمت: ۶۰۰ روپے .... رعایتی قیمت: ۳۰۰ روپے

باہتمام ونگرانی	مدیر اعلیٰ	ترتیب وتدوین
مولانا سمیع الحق مدظلہ	مولانا راشد الحق سمیع	محمد اسرار ابن مدنی

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

نئی تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب

☆ دارالعلوم حقانیہ کے تمام درجات کے داخلے مکمل ہو گئے ۔ملک بھر کے طول وعرض سے ہزاروں طلبہ نے امتحان داخلہ ٹیسٹ دی جس میں میرٹ کی بنیاد پر سینکڑوں طلباء کا انتخاب کیا گیا۔ نئے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب بروز بدھ ۲۰/ جولائی ۲۰۱۶ء ایوان شریعت ہال میں منعقد ہوئی ۔جس میں دارالعلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ کرام اور عملہ نے شرکت کی ۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے تفصیلی خطاب فرمایا جبکہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے نظم وضبط اور دارالعلوم کے اُصول وقوانین بیان فرمائے۔حضرت مہتمم صاحب نے ترمذی شریف سے نئے تعلیمی سال کا افتتاح کیا۔

حضرت مہتمم صاحب کے اسفار

☆ ۲۶ / جولائی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ اور عالمی ادارہ صحت کی طرف سے منعقدہ کانفرنس کیلئے سعودی عرب تشریف لے گئے جہاں امام کعبہ شیخ صالح بن حمید سمیت اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور اس کے بعد عمرہ کی ادائیگی کیلئے تشریف لے گئے ۔عمرے سے فراغت کے بعد باقی ایام مدینہ طیبہ میں گزارے اور ۵ /اگست کو واپسی کی اس سفر میں مولانا سید یوسف شاہ صاحب ہمراہ تھے۔

☆ ۲۶ / جون ۲۰۱۶ء کو شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں وفاق پاکستان کونسل کے زیراہتمام وفاق پاکستان کانفرنس کی صدارت کی ۔جس میں کونسل کے دیگر قائدین کیساتھ ساتھ مذہبی وسیاسی رہنماؤں نے شرکت کی، جسکی قیادت مولانا مدظلہ نے کی اور اختتامی خطاب فرمایا۔

۱۳/ اگست کو اسلام آباد سے کراچی روانگی پر روزنامہ جنگ کے چیف ایڈیٹر میر شکیل الرحمٰن صاحب سے تفصیلی ملاقات کی اور ملکی اور بین الاقوامی ایشوز کے علاوہ کئی اہم امور پر اور پرانی یادوں پر تبادلہ خیال کیا۔میر شکیل صاحب نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے کردار کو سراہا اور اکوڑہ خٹک آنے کی خواہش ظاہر کی جس پر مہتمم صاحب نے خوشی کا اظہار فرمایا۔

۱۳اگست کو حضرت مہتمم صاحب نے دفاع پاکستان کونسل کے سربراہی اجلاس کی صدارت کی۔
۱۴۔اگست کو دفاع پاکستان کونسل کے زیراہتمام سفاری پارک سے شاہراہ قائدین تک کشمیر کارواں کی حضرت مہتمم صاحب نے صدارت فرمائی اوراپنے عوام الناس کی کثیر تعداد سے پرمغز خطاب فرمایا۔

مدیرالحق مولانا راشدالحق کے نئے مکان کا افتتاح اور اساتذہ دارالعلوم کی ضیافت

مولانا راشد الحق مدیر مسؤل ماہنامہ الحق کے نئے مکان 'بیت الحق' کا افتتاح بروز جمعہ ۲۲ اپریل ۲۰۱۶ء کو ختم قرآن پاک سے ہوا۔مکان کی پہلی اینٹ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی مدظلہ فرزند شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے دارالعلوم آمد کے موقع پر افتتاحی دعا فرمائی تھی پھر بعد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ مدظلہ نے بروز جمعہ ۲۴ اپریل ۲۰۱۵ء اپنے دست مبارک سے رکھی۔الحمدللہ تعمیر مکمل ہونے کے بعد ۲۷ مئی ۲۰۱۶ء بروز جمعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ،مشائخ اور عملہ کیلئے دعوت طعام ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔اس موقع پر اساتذہ کرام نے نئے مکان اور مکینوں کیلئے خیر وبرکت کی دعا فرمائی۔

دارالعلوم میں مہمانوں کی آمد

۲۴ جون بروز جمعہ کو پاکستان تحریک انصاف کے صوبائی وزراء نے حضرت مولانا سمیع الحق سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی،جس میں صوبائی وزیر تعلیم جناب عاطف خان،صوبائی وزیر پبلک ہیلتھ شاہ فرمان خان،صوبائی ممبر اسمبلی حاجی ادریس خٹک،سیکرٹری ایجوکیشن جناب قیصر عالم سمیت دیگر اہم شخصیات شامل تھیں وفد نے میڈیا میں دارالعلوم حقانیہ کے خلاف جاری پروپیگنڈے پر اظہار افسوس کیا۔

مسافران آخرت

☆ شعبہ کمپیوٹر کے انچارج جناب بابر حنیف کے والدگرامی محمد حنیف ۴؍اگست بمطابق ۳۰ شوال ۱۴۳۷ھ کو طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے ، مرحوم کا جنازہ نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب نے اُسی دن بعد از نماز عصر پڑھایا۔نماز جنازہ میں دارالعلوم کے اساتذہ کے علاوہ علاقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ عمرہ کی ادائیگی کے فوراً بعد دعا کیلئے گئے اور پسماندگان سے دلی تعزیت کی۔مرحوم ایک منجھے ہوئے ادیب ، شاعر اور ایک لائق خطاط بھی تھے، شاعری کے دو مجموعے "غم نیلگوں" اور "قیامت کو ملیں گے" کے عنوان سے موتمر المصنفین سے شائع ہو چکے ہیں،اس کے علاوہ مرحوم کے درجنوں مضامین ملک کے معروف رسائل میں چھپ چکے ہیں۔

قارئین الحق سے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆ حاجی گل عزیز آف پشاور ۱۰ رجون کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے رحلت فرما گئے، موصوف راقم کی والدہ کے قریبی عزیز تھے۔ان تمام مرحومین کی رفع درجات کیلئے قارئین الحق سے دعاؤں کی اپیل ہے اور پسماندگان سے جامعہ وادارہ دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ مردان کے مشہور سیاسی اور مذہبی رہنما اور جمعیت (س) کے دیرینہ لیڈر جناب حافظ حسین احمد انتقال فرما گئے۔مرحوم ضلع مردان کے بڑی شخصیات میں ایک تھے۔حضرت مہتمم صاحب بمعہ وفد تعزیت کیلئے ۶ رجولائی کو عید الفطر کے دن تعزیت کیلئے تشریف لے گئے۔

☆ شعبہ کمپیوٹر کے جناب فضل حیّ آصف کے چچازاد بھائی خالد جمیل ۹ جولائی کو لاہور میں انتقال کر گئے مرحوم کا جنازہ ۱۰ جولائی کو صبح ۷ بجے کنٹونمنٹ ہسپتال نوشہرہ کینٹ کے ساتھ ادا کیا گیا اور تدفین آبائی قبرستان نوشہرہ میں کی گئی۔قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆ شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیم صاحب پیر بابا جی کے بھانجے اور داماد مولانا انوارالحق عرف گل مولانا یکم اگست کو انتقال کر گئے۔مرحوم کا نماز جنازہ دارالعلوم حقانیہ میں ادا کیا گیا جبکہ تدفین آبائی گاؤں اوچ ضلع دیر میں کی گئی۔

☆ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر جناب ظہیر الدین بابر کے والد مرحوم اور غازی الدین بابر کے دادا لاہور میں انتقال فرما گئے۔قارئین سے مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

حضرت مولانا سمیع الحق کے رفیق سفر و حضر مولانا سید احمد شاہ اسلام آباد ہسپتال میں داخل ہیں،قارئین الحق سے ان کیلئے دعائے صحت کی خصوصی درخواست ہے۔

دارالعلوم کے اساتذہ کرام کا سفر حرمین شریفین

الحمدللہ حسب سابق دارالعلوم حقانیہ سے ماہ رمضان کے مقدس مہینے میں حرمین شریفین جانے والے اساتذہ کرام میں امسال بھی یہ عظیم سعادت حاصل کی۔جس میں نائب مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم دیر بابا جی،مولانا سعید الرحمٰن،مولانا سید محمد یوسف شاہ،مولانا سلمان الحق ،مولانا مفتی شیر عالم ،مولانا بلال عابد،مولانا بلال الحق اور مولانا انعام الحق صاحبان وغیرہ شامل ہیں۔

محمد اسرار ابن مدنی
نائب مدیر الحق

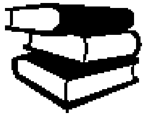

تعارف وتبصرہ کتب

- **تذکرہ علماء خیبر پختونخوا** ---------- مؤلف: محمد قاسم بن محمد امین صالح

ضخامت: ۶۷۹ صفحات ناشر: دارالقرآن والسنہ سلطان آباد آدینہ صوابی

تاریخ کا ایک جز سوانح، تذکرہ اور وفیات نویسی ہے جو اسلامی عہد میں عربی زبان سے شروع ہوئی اور اس نے دوسری زبانوں کو بھی متاثر کیا عربی میں اس فن کے حوالے سے سینکڑوں کتابیں موجود ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے اردو زبان میں بھی اس فن نے کافی ترقی کی ہے اور بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں ۔

زیر تبصرہ کتاب ''تذکرہ علمائے خیبر پختونخوا'' بھی اس حسین سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں مولانا محمد قاسم صالح نے پاکستان کے مردم خیز صوبہ خیبر پختونخوا کے علماء، دانشور اور صوفیائے کرام کا مختصر تعارف اور ہر مکتب فکر اور مسلک سے تعلق رکھنے والے شخصیات کا تذکرہ کیا ہے، ہر شخصیت کے حالات، علمی خدمات اور تصنیفی کاوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہیں، اس کتاب کا اسلوب روایتی سوانحی تذکروں کی کتابوں سے قدرے مختلف اور ایک حد تک منفرد بھی ہے ۔اختصار کے باوجود اس میں جامعیت پائی جاتی ہے گویا یہ سوانحی ادب کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے، اصول تحقیق کے معیار پر پورا اترتا ہے حسب استطاعت موصوف نے بھرپور کوشش کی ہے کہ اس میں کوئی تشنگی باقی نہ رہے ۔تاہم جو تشنگی شخصیات اور معلومات کے حوالے سے پائی جاتی ہے، آئندہ ایڈیشن میں اسے دور کرکے مزید مزین فرمائیں گے ۔یہ کتاب اہل علم ونظر کیلئے مشعل راہ ثابت ہوسکتی ہے ۔

- **تذکرۂ علماء صوابی** ---------- مؤلف: ضیاء اللہ جدون حقانی

ضخامت: ۷۳۰ ناشر: نوابخان جدون فاؤنڈیشن بیبک گدون صوابی

زیر تبصرہ کتاب ''تذکرۂ علماء صوابی'' تاریخ کے گوشہ سوانح نگاری سے متعلق ہے، جو علماء کرام و بزرگان دین ضلع صوابی کی حیات وخدمات اور تذکروں پر مشتمل مجموعہ ہے ۔ضلع صوابی ایک مردم خیز خطہ ہے، بقول حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کہ صوابی صوبہ خیبر پختونخوا کا سمرقند وبخارا ہے، خدمت دین کے ہر میدان میں انکی خدمات عیاں ہے ۔مولانا ضیاء اللہ حقانی جدون نے حروف تہجی کے اعتبار سے ضلع صوابی

کے چار سو علماء کے حالات زندگی ان کی تعلیمی، تدریسی، علمی، سیاسی، معاشرتی، سماجی، تقریری، تحریری، تبلیغی، صوفیانہ اور مجاہدانہ کارناموں پر روشنی ڈال کر ایک قابل ستائش خدمت انجام دی۔ یہ کتاب ہر ضلع کے اہل علم کیلئے ایک رہنما اور مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب صوبہ خیبر پختونخواہ کے اہل ذوق کو چاہئے کہ اس کتاب سے رہنمائی لیں اور اپنے اپنے ضلع کے اہل علم کی حالات قلمبند کر کے ان کی خدمات کو منظر عام پر لائیں تاکہ صوبہ خیبر پختونخوا کی یہ ہستیاں تاریخ کا حصہ بنے۔ کتاب ہر اعتبار سے جامع اور منفرد ہے، البتہ اگر ضلع صوابی کی تاریخی اور جغرافیائی حیثیت کے حوالے سے ایک تفصیلی مقدمہ شامل ہوتا تو مزید بہتر ہوتا۔ کتاب کی طباعت بہتر اور ترتیب بھی اعلیٰ ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبولیت سے نوازے۔

- **برصغیر میں قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ**.......... مؤلف مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ قاضی چترالی

ضخامت: ۹۲۸ صفحات ناشر: زمزم پبلشرز شاہ زیب سینٹر، مقدس مسجد اردو بازار کراچی

برصغیر میں قرآن فہمی کے حوالے سے بہت سے کتابیں لکھی گئی ہے اور یہ سلسلہ تا ایں دم جاری ہے تاہم مولانا حبیب اللہ قاضی کی گراں قدر مقالہ ''برصغیر میں قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ'' برصغیر میں بحیثیت مجموعی تفسیری لیٹریچر کی تاریخی ارتقاء، تحلیلی اور تنقیدی جائزہ کے حوالے سے ایک مکمل اور جامع کاوش ہے فاضل محقق نے یہ مقالہ چار ابواب پر تقسیم کیا ہے، باب اول: تفسیر کی لغوی، اصطلاحی تعریفات اور ابتداء ارتقاء اور تفسیر کے مختلف ادوار، ترجمے کے اسباب جیسے مباحث شامل ہیں۔ باب دوم: تفسیر کی اقسام، تفسیر کے مختلف مناہج وغیرہ پر مشتمل ہے۔ باب سوم: برصغیر میں تفسیر کی ابتدا اور مفسرین کے کارنامے مشہور اور مترجمین ومفسرین کا تعارف۔ باب چہارم: برصغیر میں قرآن فہمی اور تفسیری میدان میں مختلف مکاتب فکر کے خدمات ان کے ابتداء اور مناہج اور ان تمام مکاتب فکر کی تفاسیر کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے مقالہ کے آخر میں مصادر ومراجع اور حوالہ جات کی فہرست نے اس تحقیقی کام کی قدر و قیمت اور اہمیت کو مزید بڑھا کر نور علی نور کا مصداق بنا، یہ مقالہ ایک قابل قدر جامع تحقیقی کاوش ہے زمزم کے ارباب اہتمام اس حسن طباعت پر مبارکباد کے مستحق ہیں اللہ فاضل موصوف کو مزید علمی ترقی نصیب فرمائے۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

- **خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم**.......... مؤلف مولانا محمد احسان اللہ فاروقی

ضخامت: ۲۰۸ صفحات ناشر: مکتبۃ الحبیب مرکز عمر فاروق وڈالہ سندھواں تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ

زیر تبصرہ کتاب میں مولانا احسان اللہ فاروقی نے نہایت ہی منفرد اور مؤثر طرز بیان میں رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو اور اسکی اقسام اس مختصر سی کتابچہ میں

سمودیئے کی سعی کی ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کی دلیل ہے انداز اور اسلوب تحریر شگفتہ ہے قاری دوران مطالعہ مدینہ منورہ کی وادیوں اور گلیوں کی خنکی اور خوشبو محسوس کرنے کے ساتھ ساتھ متبرک مقامات کی زیارت کا احساس پاتا ہے ۔فاروقی صاحب کے عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار پاکیزہ قلب سے نکلے ہوئے واردات ،احساسات مشاہدات اور جذبات کے پڑھنے سے دلوں میں سوز وگداز، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امواج میں تلاطم موجزن ہوتا ہے یہ اہل ذوق بلکہ ہر مسلمان کیلئے ایک لاجواب تحفہ ہے ۔طباعت خوب سے خوب تر ، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت جلد بندی نے کتاب کے حسن کو چارچاند لگادیئے ہیں ،ان شاءاللہ یہ کتاب عوام وخواص کیلئے یکساں مفید ثابت ہوگی (مبصر محمد اسلام حقانی)

- **عذاب قبر ومسئلہ حیات الانبیاء جمہور اہلسنت کی نظر میں ......مؤلف مفتی عمران علی حقانی**

ضخامت: ۱۷۴ صفحات ناشر: جامعہ عبداللہ بن مسعود زیدہ ضلع صوابی 03149885074

زیر تبصرہ کتاب ”عذاب قبر وحیات الانبیاء“ اپنے موضوع پر نہایت ہی اچھی کتاب ہے جس میں انہوں نے جمہور علماء کے اقوال کو بالتفصیل بیان کیا ہے اور محققانہ انداز میں دونوں مسائل (عذاب قبر اور حیات الانبیاء) کو مبرہن کیا ہے اور فریق ثانی کے اعتراضات کے جوابات دینے کی بھی کوشش کی گئی، مفتی عمران علی حقانی دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور لکھاری ہیں ،البتہ فاضل محترم کا یہ نقش اول ہے ۔ان شاءاللہ آئندہ ان فروعی مسائل کی بجائے اعلیٰ تحقیقی کام کی طرف متوجہ ہوں گے تاکہ امت کے لئے مجموعی طور پر خیر کا باعث ہو۔(مبصر محمد اسلام حقانی)

- **قبر پر سورہ بقرہ اول وآخر کی تلاوت: ایک تحقیقی جائزہ......مؤلف: مولانا اسداللہ خان**

ضخامت: ۲۲۱ صفحات ناشر: مکتبۃ الاسلامیہ العلمیہ پشاور

ہر قوم اور علاقے کے غم اور خوشی کے الگ الگ رسم ورواج ہوتے ہیں اسلئے اگر وہ شریعت سے متصادم نہ ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں ،قبر پر سورت بقرہ اول وآخر کی تلاوت بھی ایک مستحب عمل ہے اور اس سے منکر افراد کو مثبت انداز میں دلائل سے سمجھانا چاہئے۔

زیر نظر کتاب ”قبر پر سورۃ بقرہ اول وآخر کی تلاوت: ایک تحقیقی جائزہ“ میں مفتی اسداللہ صاحب نے انتہائی دلنشین اور لطیف انداز میں اپنے مقدمے کو ثابت کیا ہے جس میں نہ صرف مسئلہ مذکورہ پر تحقیقی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے بلکہ اصول حدیث کے بہت سے علمی مباحث کو بھی شامل کیا گیا ہے جو عوام اور خواص دونوں کیلئے یکساں طور پر مفید ثابت ہونگے ۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کی علمی صلاحیتوں میں اضافہ فرمائے۔(مبصر محجوب احمد غازی)